والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمن

جولائی 2005ء جمادی الاول ۱۴۲۶ھ

زیر سرپرستی
حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان
ماہنامہ
العصر پشاور

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن
نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن
قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

جولائی 2005ء جمادی الاول ۱۴۲۶ھ جلد ۱۱ شمارہ ۷

فہرست مضامین

محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۱۹
اخلاقیات کی حقیقت اور قسمیں	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۲۷
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۳۸
آزادی کی قابل قدر نعمت	ڈاکٹر حبیب الرحمٰن	۴۱
قرآن کا معاشرتی نظام	شاہد الدین سواتی	۴۶
تبصرہ کتب	محمد فاروق غالب	۵۴

پوسٹ بکس نمبر ۲۰۹ پشاور صدر۔صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر
مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زرسالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

آپ کی توجہ کیلئے !!

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ میں حلقہ جلوزی علاقہ خٹک چراٹ روڈ نزد چپی میں پچپن کنال وسیع قطعہ اراضی پر دو ہزار طلباء کیلئے تدریسی، رہائشی اور دفتری عمارات کا مجوزہ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار نمازیوں کیلئے جامع مسجد ﴿عبداللہ ابن مسعود﴾ کے نام سے ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بھی منصوبہ کا اہم حصہ ہے۔ سرسری جائزہ کے مطابق صرف مسجد پر (دو کروڑ) 2,00,00,000 روپے کی لاگت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک نام لیکر اس منصوبہ پر کام شروع کیا گیا ہے

کیا معلوم ؟ کہ آپ جیسے درد دین رکھنے والے بے لوث خادم دین مسلمان کی حلال آمدنی میں سے کچھ حصہ اس کے لئے قبول ہو کر آخرت سنوارنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس لئے آپ اس مقدس مشن میں اپنا حصہ نقد، سریا، سیمنٹ، باجری ریت یا عماراتی لکڑی کی شکل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اہم خدمت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

صوبہ سرحد کی مجلس عمل نے صوبہ سرحد کے غریب عوام کیلئے حصول انصاف کا آسان اور مختصر راستہ مہیا کر کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کر کے حسبہ ایکٹ صوبائی اسمبلی سے پاس کرایا۔ سپریم کورٹ کی رائے کے منتظر بل کا متن حسب ذیل ہے۔ (ادارہ)

ادارہ حسبہ کا قیام

تمہید:

ہرگاہ کہ تمام کائنات میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس ملک خداداد کے شمال مغر[illegible] سرحدی صوبہ میں عوام کے منتخب نمائندوں کو اسکے تفویض کردہ اختیارات ایک مقدس ا[illegible] ہیں۔

وہرگاہ کہ اسلامی نظام کی ترویج کا دارومدار امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر ہے۔ اور اس[illegible] کے حصول کیلئے علاوہ دیگر اقدامات کے ایک ایسے ادارہ حسبہ کا قیام بھی ضروری ہے جو [illegible] کے ہر طبقے بشمول خواتین، اقلیت وکم سن بچوں کے حقوق کی موثر طور پر نگرانی کر سکے اور ا[illegible] معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والی ممکنہ زیادتیوں اور ناانصافیوں سے بچا سکے۔

وہرگاہ کہ یہ بھی ضروری ہے کہ احتساب کے حوالے سے محتسب کے دائرہ اختیار کو سرکار[illegible] انتظامیہ ودفاتر تک پھیلایا جائے تا کہ انتظامیہ میں ممکنہ ناہمواریوں، ناانصافیوں، زیادتیو[illegible] اختیارات کے بے جا استعمال کا ازالہ کیا جا سکے۔

لہذا مندرجہ ذیل قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے۔

۱۔ **مختصر عنوان، وسعت اور آغاز۔**

(۱) اس قانون کو شمال مغربی سرحدی صوبہ حسبہ ایکٹ مجریہ ۲۰۰۵ء کے نام سے پکار[illegible]

(۲) اسکا اطلاق پورے صوبہ سرحد پر ہوگا۔

(۳) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ **تعریفات۔**

اس ایکٹ میں مذکور اصطلاحات کی تعریف (بشرط موافقت سیاق وسباق) درج ذیل ہوگ[illegible]

(۱) ''امر بالمعروف'' سے مراد نیکی کا حکم دینے کی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے جیسا ک[illegible] قرآن حکیم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲) ''ایجنسی'' سے مراد محکمہ، کمیشن یا دفتر صوبائی حکومت، کارپوریشن یا کوئی دوسرا ادارہ جو کہ صوبائی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر کنٹرول ہو لیکن اس میں عدالت عالیہ اور اس کے تحت اور زیر کنٹرول عدالت ہائے شامل نہیں ہوں گے۔ البتہ صوبائی اسمبلی کا سیکرٹریٹ اس میں شامل ہوگا۔

(۳) ''ایڈوائس'' سے مراد ایسی تجویز ہے۔ جس کا حوالہ آئین کے آرٹیکل (۱۰۵) میں دیا گیا ہے۔

(۴) ''بدانتظامی'' میں ہر وہ فیصلہ، اقدام، سفارش، عمل اور کوتاہی شامل ہوگی جو---

(الف) خلاف قانون، خلاف قاعدہ، خلاف ضابطہ یا طے شدہ ضابطہ کار کے خلاف ہو لیکن اسمیں ایسے فیصلے یا اقدامات شامل نہیں ہونگے جسکے لیے معقول وجوہات موجود ہوں یا نیک نیتی کے تحت صادر کئے گئے ہوں یا اٹھائے گئے ہوں۔

(ب) جانبدارانہ، تکلیف دہ، نامعقول، غیر منصفانہ، سنگدلانہ اور امتیازی ہو یا

(ج) غیر متعلقہ دلائل پر مبنی ہو یا

(د) قانونی اختیارات کا ناجائز استعمال یا پھر قانونی اختیارات کے استعمال میں غفلت جس کا مقصد ذاتی اغراض کا حصول ہو جیسا کہ رشوت، اقرباء پروری، بے جا حمایت اور اختیارات سے تجاوز۔

(ھ) غفلت، بے توجہی، تاخیر، صلاحیت کا فقدان، عدم دلچسپی یا اسی طرح کے دیگر عوامل جو ذمہ داری اور فرائض کی انجام دہی میں روا رکھے گئے ہوں۔

(۵) ''پبلک سرونٹ'' سے مراد دفعہ ۲۱ تعزیرات پاکستان سال ۱۸۶۰ء میں بیان کردہ شخص ہے۔

(۶) ''حسبہ پولیس'' سے مراد پولیس کے وہ اہلکار ہونگے جو محکمہ پولیس کی طرف سے محتسب کو وقتاً فوقتاً مہیا کئے جائیں گے۔

(۷) ''حکومت'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت ہے۔

(۸) ''دفتر'' سے مراد ایکٹ ہذا کے تحت صوبہ بھر میں قائم کئے گئے دفاتر ہونگے۔

(۹) ''سٹاف'' سے مراد ایکٹ ہذا کے تحت ادارہ حسبہ کا متعلقہ عملہ ہوگا۔

سرحدی صوبہ ہوگا۔

(۱۰) ''صوبہ'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبہ ہوگا۔

(۱۱) ''عالم'' سے مراد (H - E-C)(ہائیر ایجوکیشن کمیشن) سے منظور شدہ وفاق ہائے مدارس میں سے کسی ایک وفاق کے شہادۃ العالمیہ کا حامل شخص ہوگا۔

(۱۲) ''عدالت عالیہ'' سے مراد عدالت عالیہ پشاور ہے۔

(۱۳) ''گورنر'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبہ کا گورنر ہے۔

(۱۴) ''قواعد'' سے مراد ایکٹ ہذا کے تحت بنائے گئے قواعد ہوں گے۔

(۱۵) ''محتسب'' سے مراد صوبائی محتسب، ضلعی محتسب اور تحصیل محتسب ہوگا۔ جو ایکٹ ہذا کے تحت مقرر کیا جائے گا۔

(۱۶) '' مشاورتی کونسل '' سے مراد وہ کونسل ہے جو ایکٹ ہذا کے تحت قائم کی جائیگی۔

(۱۷) ''نہی عن المنکر'' سے مراد برائی سے روکنے کی ذمہ داری پوری کرنا ہے جیسا کہ قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا تقاضا کیا گیا ہے۔

(۱۸) ''وکیل'' سے مراد وہ شخص ہے جو وکالت کے پیشہ میں کم از کم دس سال کا تجربہ رکھتا ہو۔

۳۔ صوبائی محتسب کا تقرر اور اہلیت۔

(۱) صوبہ سرحد کیلئے ایک محتسب ہوگا جس کا تقرر گورنر صوبہ سرحد وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کی ایڈوائس کے مطابق کریگا۔

(۲) صوبائی محتسب وہ عالم شخص ہوگا جو وفاقی شرعی عدالت کا عالم جج بننے کا اہل ہو۔

(۳) چارج سنبھالنے سے قبل محتسب گورنر صوبہ سرحد کے روبرو جدول (الف) میں دیے گئے حلف نامہ کے مطابق اپنے عہدے کا حلف اٹھائے گا۔

۴۔ میعاد۔

(۱) صوبائی محتسب کے عہدہ پر کسی شخص کا تقرر ۴ سال کیلئے ہوگا۔

(۲) محتسب کسی بھی وقت تحریری استعفیٰ پیش کر کے خود کو فارغ کر سکے گا۔

۵۔ ممانعت۔

(۱) محتسب اپنی تقرری کے دوران اور کوئی منافع بخش عہدہ یا پیشہ اختیار نہیں کر سکے گا۔

(۲) محتسب اپنی میعاد تقرری کے اختتام سے دو سال کے عرصہ تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی یا مقامی حکومت کا رکن بننے کا اہل نہ ہوگا۔ تاہم دفعہ ہذا کا اطلاق قائم مقام محتسب یا کسی بھی عدالتی فیصلے کے نتیجے میں سبکدوش ہونے والے محتسب پر نہیں ہوگا۔

۶۔ صوبائی محتسب کی شرائط ملازمت، تنخواہ اور برخاستگی۔

(۱) صوبائی محتسب تنخواہ، الاونسز اور ان جملہ مراعات کا حقدار ہوگا جو وفاقی شرعی عدالت کے جج کو حاصل ہیں۔

(۲) صوبائی محتسب کو ذہنی یا جسمانی معذوری یا بدعنوانی کے ارتکاب کی بناء پر معزول کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں محتسب کو قبل از وقت اظہار وجوہ کا نوٹس دیا جائے گا۔ جس کا محتسب سات دن کے اندر جواب دینے کا پابند ہوگا۔

(۳) میعاد مقررہ میں جواب نہ دینے یا جواب سے عدم اطمینان کی صورت میں محتسب کی معزولی کا حکم صادر کیا جا سکے گا۔

(۴) دفعہ ہذا کی ذیلی دفعہ (۳) کے تحت حکم معزولی کے خلاف محتسب تیس دن کے اندر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کر سکے گا۔ جس کی سماعت عدالت عالیہ پشاور کا ڈویژن بنچ کرے گا۔

(۵) اگر محتسب کو بدعنوانی کے الزام کے تحت ہٹایا گیا ہو تو وہ پانچ سال تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی یا مقامی حکومت کا رکن بننے یا کسی سرکاری محکمے میں ملازمت کرنے کا اہل نہیں ہوگا۔

۷۔ قائم مقام صوبائی محتسب۔

(۱) اگر صوبائی محتسب کسی وجہ سے عارضی طور پر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے قاصر ہو تو وہ کسی ضلعی محتسب کو اپنے اختیارات تفویض کرے گا۔

Scanned with CamScanner

(۲) اگر صوبائی محتسب کا عہدہ کسی بھی وجہ سے خالی ہو جائے تو نئے محتسب کی تقرری تک وزیر اعلیٰ کسی بھی ضلعی محتسب کو صوبائی محتسب کے منصب کے اضافی اختیارات تفویض کرے گا۔

(۳) قائم مقام محتسب کسی صورت میں بھی تین ماہ سے زیادہ عرصے کے لیے مقرر نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ تفویض اختیارات۔

صوبائی محتسب تحریری حکم کے ذریعے اپنے اختیارات تحریر میں مذکور طریقے و شرائط کے مطابق ضلعی محتسب کو منتقل کرنے کا مجاز ہوگا۔

۹۔ سٹاف کی تقرری اور شرائط ملازمت۔

محتسب کے عملہ کے تعین و تقرری، شرائط ملازمت، تنخواہ اور الاؤنس حکومت طے کرے گی۔

۱۰۔ محتسب کے اختیارات و فرائض۔

محتسب کسی شخص کی تحریری درخواست پر یا عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ یا کسی بھی عدالت یا صوبائی اسمبلی کے ریفرنس پر یا خود نوٹس لیکر۔

(الف) کسی بھی ایجنسی یا اسکے اہلکار یا ملازم کے خلاف بد انتظامی کے الزام یا الزامات کی تفتیش کریگا۔ الا یہ کہ کوئی سرکاری اہلکار دوران ملازمت، امور ملازمت کی بابت محتسب کو دادرسی کے لیے درخواست پیش کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔

(ب) صوبائی سطح پر اسلامی اخلاق اور آداب کی نگرانی کریگا۔

(ج) صوبائی حکومت کے قائم کردہ یا اس کے زیر کنٹرول ذرائع ابلاغ کی اس طرح نگرانی کریگا کہ نشریات، اسلامی اقدار کی ترویج کیلئے کارآمد ہوں۔

(د) ایسے شخص، ایجنسی اور حاکم کو جو صوبائی حکومت کے زیر انتظام کام کرتے ہوں خلاف شریعت کام کرنے سے روکنے کیلئے احکامات جاری کریگا اور اچھی حکمرانی کی ترغیب دے گا۔

(ہ) ایسی ہدایات اور اصول وضع کریگا جو ایکٹ ہذا کے تحت کام کرنے والے حکام کی کارکردگی کو موثر بنانے کیلئے ضروری ہوں۔

(و) صوبائی انتظامیہ کے کام کو سہل اور موثر بنانے کیلئے مدد فراہم کریگا۔ شرط یہ ہے کہ محتسب اس امر یا امور میں دخل نہ دیگا۔ جو کسی بھی مجاز عدالت میں زیر سماعت ہوں یا جو حکومت اور بیرونی حکومتوں اور ایجنسیوں کے معاہدہ وغیرہ سے متعلق ہوں اور یا ان امور سے متعلق ہوں جو دفاع، بری، بحری اور ہوائی فوج اور ان کے متعلق قوانین سے وابستہ ہوں۔

(ز) ایکٹ ہذا کے مقاصد کے حصول کیلئے حصول بد انتظامی کے اسباب اور معاشرتی ناانصافی دور کرنے کیلئے مطالعاتی و تحقیقی تربیت کیلئے مناسب قدم اٹھائیگا۔

(ح) محتسب اپنے اختیارات و فرائض کی بجا آوری کیلئے ماہرین و معاونین کی خدمات حسب ضرورت بلا معاوضہ یا بہ ادائیگی معاوضہ حاصل کرنے کا مجاز ہوگا۔

ضابطہ کار اور شہادۃ۔

(۱) شکایات تحریری طور پر متاثرہ فرد یا افراد کی جانب سے یا ان کی فوتیدگی کی صورت میں انکے ورثاء کی طرف سے محتسب کے دفتر میں خود محتسب یا متعلقہ عملہ کو دستی طور پر یا بذریعہ ڈاک، ای میل اور فیکس وغیرہ سے پہنچائی جائیں گی۔

(۲) اگر محتسب کسی معاملہ میں تفتیش کرنا چاہے تو متعلقہ شکایت کی بابت ایجنسی کے پرنسپل دفتر یا اس کے ذیلی دفتر کو براہ راست نوٹس جاری کرتے ہوئے جوابدہی کا حکم دیگا اور اگر مناسب وقت پر متعلقہ ایجنسی یا اس کے ماتحت افسر مجاز کی طرف سے جواب

موصول نہ ہو تو محتسب از خود تفتیش کا آغاز کریگا۔ یہ تفتیش غیر رسمی ہوگی تاہم مخصوص حالات میں محتسب کسی بھی ضابطہ کار کو عمل میں لاسکتا ہے۔ محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ ایکٹ ہذا کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے متاثرہ فریق یا اسکی طرف سے پیش کئے جانے والے گواہوں کا خرچہ اسے ادا کرے۔ نیز محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ بذات خود یا اسکا نامزد کردہ اہل کار متعلقہ ایجنسی کے دفتر کا ریکارڈ کا معائنہ کرے بشرطیکہ مذکورہ ریکارڈ مملکت کے راز سے متعلق نہ ہو۔ اگر محتسب کسی شکایت پر کسی قسم کی کاروائی مناسب نہیں سمجھتا تو وہ شکایت کنندہ کو اس کے متعلق اطلاع دیگا۔

(۳) محتسب کو اختیار ہوگا کہ ایکٹ ہذا میں تفویض شدہ اختیارات کو روبہ عمل لانے کیلئے ضابطہ کار اور طریقہ کار خود وضع کرے۔

(۴) ایکٹ هذا کے تحت کاروائی کیلئے محتسب کو وہ جملہ اختیارات حاصل ہوں گے جو کہ ضابطہ دیوانی کے تحت فریقین کی طلبی، ان کے بیانات قلمبند کرنے، دستاویزات پیش کرنے اور شہادت حاصل کرنے کی بابت عدالت کو حاصل ہیں۔

۱۲۔ نفاذ احکامات۔

(۱) شکایت پر کاروائی مکمل کرنے کے بعد محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ اس پر عمل درآمد کیلئے متعلقہ ایجنسی کے افسر مجاز کو حکم نامہ جاری کرے اور ساتھ ساتھ دوسرے اقدامات جو وہ مناسب سمجھے اٹھائے۔ متعلقہ ایجنسی حکم نامہ میں درج میعاد کے اندر اپنی طرف سے اٹھائے گئے اقدام سے محتسب کو مطلع کرے گی اور حکم عدولی کی صورت میں متعلقہ ایجنسی کے افسر مجاز کے خلاف محتسب کی سفارش پر درج ذیل کاروائی ہوگی۔

(الف) سرکاری ملازمین کی برخاستگی کے مروجہ قوانین کے تحت مقرر کردہ کوئی ایک یا ایک سے زائد سزائیں دینا۔

(ب) دوران تفتیش محتسب اور اس کے اہلکار کے ساتھ تعاون نہ کرنے کی صورت میں متعلقہ اہلکار کے خلاف مداخلت بکار سرکار کے جرم میں کاروائی کرنا۔

(ج) اگر محتسب مطمئن ہو کہ زیر بحث شکایت کی بابت کسی بھی سرکاری اہل کار نے قابل تعزیر جرم کا ارتکاب کیا ہے یا اس کے خلاف دیوانی مقدمہ قائم ہوسکتا ہے تو متعلقہ ایجنسی کو حسب قانون مذکورہ بالا کاروائی کا حکم دینا۔

(۲) محتسب کی سفارش کی عدم تعمیل کی صورت میں محتسب تحریری طور پر معاملہ حکومت کو سپرد کریگا۔ جس پر حکومت عمل درآمد کو یقینی بنانے کی پابند ہوگی۔ اور تعمیل حکم سے محتسب کو مطلع کریگی۔

(۳) محتسب کی سفارش کی عدم تعمیل کی رپورٹ متعلقہ اہل کار کی ذاتی فائل کا حصہ بنے گی تاہم متعلقہ اہل کار کو شنوائی کا موقع دیا جائے گا۔

(۴) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت جاری کردہ محتسب کے حکم یا سفارش یا دونوں کے خلاف متاثرہ شخص ایک ماہ کے اندر وزیر اعلیٰ کو تحریری عرض داشت پیش کرسکتا ہے۔ جس پر وہ کوئی بھی ایسا حکم صادر کرنے کا مجاز ہوگا جو وہ مناسب سمجھے۔

۱۳۔ دستاویزات تک رسائی۔

محتسب یا اس کے اہل کار یا حسبہ پولیس کا کوئی رکن تفتیش کی غرض سے اور دستاویزات تک رسائی کیلئے کسی بھی سرکاری دفتر میں داخل ہونے کا مجاز ہوگا اور دوران تفتیش متعلقہ ریکارڈ کا معائنہ اور نقولات حاصل کرنے کا مجاز ہوگا نیز محتسب یا مذکورہ اہل کار یا حسبہ پولیس کا متعلقہ رکن ریکارڈ سے کوئی دستاویز قبضے میں لینے کی صورت میں رسید حوالہ کرے گا۔

۱۴۔ توہین حسبہ۔

(۱) صوبائی محتسب کو توہین حسبہ کے ارتکاب پر سزا دینے کے وہی اختیارات حاصل ہونگے جو قانون توہین عدالت مجریہ ۱۹۷۶ء کے تحت عدالت عالیہ کو حاصل ہیں۔

Scanned with CamScanner

قرار پائے گا جو۔

(۲) ہر وہ شخص توہین حسبہ کا مرتکب

(الف) محتسب کے روبرو کسی بھی کاروائی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے یا رکاوٹ کا سبب بنتا ہے یا کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے کاروائی کی تکمیل میں نقص پیدا ہوتا ہے یا

(ب) محتسب یا اس کے اہل کار یا نمائندہ کے خلاف ایسا بیان دیتا ہے جس سے ان کے بدنام ہونے کا احتمال ہو یا

(ج) کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس سے محتسب کے زیر غور کارروائی کے دوران کسی امر کے تصفیے میں محتسب کے ذہن میں طرفداری پیدا ہو یا

(د) کوئی ایسا عمل کرتا ہے جو کسی بھی مروجہ قانون میں توہین کے زمرے میں آتا ہو الا یہ کہ نیک نیتی سے اور عوام کے مفاد میں محتسب یا اس کے اہل کار یا نمائندہ کے کسی عمل یا اس کی رپورٹ پر رائے زنی توہین کے زمرے میں نہیں آئے گی۔

(۳) ذیلی دفعہ (ا) کے تحت سزا کے خلاف ایک ماہ کے اندر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی جاسکے گی جس کی سماعت عدالت عالیہ کا ڈویژن بنچ کرے گا۔

۱۵۔ صوبائی مشاورتی کونسل۔

صوبائی محتسب ایک صوبائی مشاورتی کونسل مقرر کرے گا جس کا وہ خود سربراہ ہوگا۔ صوبائی مشاورتی کونسل درج ذیل ارکان پر مشتمل ہوگی۔

(الف) دو علماء۔

(ب) دو وکلاء۔

(ج) حکومت کے دو ایسے نمائندے جو بی۔پی۔ایس ۲۰ میں تعینات ہوں۔

۱۶۔ اجلاس مشاورتی کونسل۔

(ا) صوبائی محتسب حسب ضرورت کسی بھی امر یا امور میں مشاورت کیلئے صوبائی مشاورتی کونسل کا اجلاس بلائے گا اور اس کیلئے وقت اور جگہ کا تعین کرے گا۔

(۲) مشاورتی کونسل کے غیر سرکاری ارکان اس اعزازیہ کے حقدار ہونگے جو صوبائی محتسب حکومت کی منظوری سے مقرر کرے گا۔

۱۷۔ ضلعی محتسب کا تقرر، اہلیت، شرائط ملازمت، میعاد، تنخواہ اور برخاستگی۔

(ا) صوبائی محتسب ایک یا ایک سے زائد ضلعوں کیلئے ضلعی محتسب حسب ضرورت مقرر کریگا۔

(۲) صوبائی مشاورتی کونسل کا غیر سرکاری رکن بننے کی اہلیت کے حامل کسی بھی شخص کو ضلعی محتسب مقرر کیا جاسکے گا۔

(۳) ضلعی محتسب کا میعاد تقرر چار سال کے لیے ہوگا۔

(۴) ایک سے زائد اضلاع کیلئے ضلعی محتسب مقرر کرنے کی صورت میں اسکے مرکزی دفتر کا تعین صوبائی محتسب کریگا۔

(۵) ضلعی محتسب جدول (ب) میں دیئے گئے۔ حلف نامہ کے مطابق اپنا عہدہ سنبھالنے سے قبل صوبائی محتسب کے روبرو حلف اٹھائے گا۔

(۶) ضلعی محتسب، تنخواہ، الائونسز اور ان جملہ مراعات کا حقدار ہوگا۔ جو سیشن جج کو حاصل ہیں۔

(۷) صوبائی محتسب ذہنی، جسمانی معذوری یا بدعنوانی کے ارتکاب کی بنیاد پر کسی بھی ضلعی محتسب کو معزول کرسکتا ہے۔ حکم معزولی سے قبل اسے تحریری طور پر اظہار وجوہ کا نوٹس دینا ضروری ہوگا جس کا وہ سات دن کے اندر جواب دینے کا پابند ہوگا۔

(۸) میعاد مقررہ میں جواب نہ دینے یا جواب سے عدم اطمینان کی صورت میں صوبائی محتسب ضلعی محتسب کی معزولی کا حکم صادر کرسکے گا۔

Scanned with CamScanner

(۹) دفعہ ہذا کی ذیلی دفعہ (۸) کے تحت حکم معزولی کے خلاف محتسب تیس دن کے اندر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کر سکے گا۔

(۱۰) اگر ضلعی محتسب کو بدعنوانی کے الزام کے تحت ہٹایا جائے تو وہ چار سال تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی یا مقامی حکومت کا رکن بننے یا کسی سرکاری محکمے میں ملازمت کرنے کا اہل نہ ہوگا۔

۱۸۔ قائم مقام ضلعی محتسب۔

(۱) اگر ضلعی محتسب کسی وجہ سے عارضی طور پر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے قاصر ہو تو صوبائی محتسب اس کی جگہ کسی دوسرے ضلعی محتسب یا تحصیل محتسب کو اضافی اختیارات تفویض کرے گا۔

(۲) اگر ضلعی محتسب کا عہدہ کسی بھی وجہ سے خالی ہو جائے تو نئے ضلعی محتسب کی تقرری تک صوبائی محتسب کسی بھی ضلعی محتسب کو اضافی اختیارات تفویض کرے گا۔

(۳) قائم مقام محتسب کسی بھی صورت میں تین ماہ سے زیادہ عرصے کے لیے مقرر نہیں کیا جاسکے گا۔

۱۹۔ ضلعی مشاورتی کونسل۔

(۱) ضلعی محتسب اپنی تقرری کے فوراً بعد کم از کم پانچ رکنی ضلعی مشاورتی کونسل قائم کرے گا جسکا سربراہ وہ خود ہوگا۔ ارکان میں دو علماء، ایک قانون دان، ایک ایسا شخص جو متعلقہ ضلع کا معزز ہو اور اچھی شہرت کا حامل۔۔ ،ور ایک صوبائی حکومت کا بی پی ایس۔ ۱۸ یا ۱۹ کا کوئی ضلعی افسر شامل ہونگے۔

(۲) ضلعی مشاورتی کونسل ان امور پر مشورہ دے گی جو اسے وقتاً فوقتاً ضلع محتسب حوالہ کرے۔

تحصیل محتسب کی تقرری، اہلیت، شرائط ملازمت، میعاد اور برخاستگی۔

ضلعی محتسب حسب ضرورت تحصیل محتسب مقرر کرنے کا مجاز ہوگا۔

(۱) تحصیل محتسب کی اہلیت ضلعی محتسب کے مساوی ہوگی۔

(۲) تحصیل محتسب کا میعاد تقرر چار سال کے لیے ہوگا۔

(۳) ایک سے زائد تحصیلوں کے لیے تحصیل محتسب مقرر کرنے کی صورت میں اس کے مرکزی دفتر کا تعین ضلعی محتسب کرے گا۔

(۴) تحصیل محتسب تنخواہ، الائونسز اور ان جملہ مراعات کا حق دار ہوگا۔ جو سول جج کم جوڈیشل مجسٹریٹ کو حاصل ہیں۔

(۵) ضلعی محتسب ذہنی، جسمانی معذوری یا بدعنوانی کے ارتکاب کی بناء پر کسی بھی تحصیل محتسب کو معزول کرسکتا ہے۔ حکم معزولی سے قبل اسے تحریری طور پر اظہار وجوہ کا نوٹس دینا ضروری ہوگا۔ جس کا وہ سات دن کے اندر جواب دینے کا پابند ہوگا۔

(۶) میعاد مقررہ میں جواب نہ دینے یا جواب سے عدم اطمینان کی صورت میں ضلعی محتسب تحصیل محتسب کی معزولی کا حکم صادر کرسکے گا۔

(۷) دفعہ ہذا کے ذیلی دفعہ (۷) کے تحت حکم معزولی کے خلاف تحصیل محتسب تیس دن کے اندر صوبائی محتسب کو اپیل کرسکے گا جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

(۸) اگر تحصیل محتسب کو بدعنوانی کے الزام کے تحت ہٹایا جائے تو وہ تین سال تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی یا مقامی حکومت کا رکن بننے یا کسی سرکاری محکمے میں ملازمت کرنے کا اہل نہ ہوگا۔

۲۱۔ قائم مقام تحصیل محتسب۔

(۱) اگر تحصیل محتسب کسی وجہ سے عارضی طور پر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے قاصر ہو تو ضلعی محتسب اس کی جگہ کسی دوسرے تحصیل محتسب کو اضافی اختیارات تفویض کرے گا۔

(۲) اگر تحصیل محتسب کا عہدہ کسی بھی وجہ سے خالی ہو جائے تو اس کی جگہ ضلعی محتسب قائم مقام تحصیل محتسب مقرر کر سکے گا۔

(۳) قائم مقام محتسب کسی بھی صورت میں تین ماہ سے زیادہ عرصے کے لیے مقرر نہیں کیا جائے گا۔

۲۲۔ تفویض اختیارات۔

ضلعی محتسب تحریری حکم کے ذریعے اپنے اختیارات تحریر ہیں مذکور طریقے و شرائط کے تحت تحصیل محتسب کو منتقل کرنے کا مجاز ہوگا۔

۲۳۔ محتسب کے اختیارات خصوصی۔

دفعہ ۹ کے تحت تفویض شدہ اختیارات کو متاثر کئے بغیر محتسب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ درج ذیل اختیارات حاصل ہونگے۔

(۱) پبلک مقامات پر اسلام کی اخلاقی اقدار کی پابندی کروانا۔

(۲) تبذیر یا اسراف کی حوصلہ شکنی خصوصاً شادیوں اور اسطرح کی دیگر خاندانی تقریبات کے موقع پر۔

(۳) جہیز دینے میں اسلامی حدود کی پابندی کروانا۔

(۴) گداگری کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۵) افطار اور تراویح کے وقت اسلامی شعائر کے احترام اور ادب و آداب کی پابندی کروانا۔

(۶) عیدین کی نمازوں کے وقت عیدگاہوں یا ایسی مساجد کے آس پاس جہاں عیدین اور جمعہ کی نماز ہو رہی ہو، کھیل تماشے اور تجارتی لین دین کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۷) جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی ادائیگی اور انتظام میں غفلت کا سدباب کروانا۔

(۸) کم عمر بچوں کو ملازم رکھنے کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۹) غیر متنازعہ حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کو روکنا اور مناسب دادرسی کرنا۔

(۱۰) جانوروں پر ظلم روکنا۔

(۱۱) مساجد کی دیکھ بھال میں غفلت کا سدباب کروانا۔

(۱۲) اذان، فرض نمازوں کے اوقات اور اسلامی شعائر کے احترام و آداب کی پابندی کروانا۔

(۱۳) لاؤڈ اسپیکر کے غلط استعمال اور مساجد میں فرقہ ورانہ تقاریر سے روکنا۔

(۱۴) غیر اسلامی معاشرتی رسم و رواج کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۱۵) غیر شرعی تعویذ نویسی، گنڈے، دست شناسی اور جادوگری کا سدباب کرنا۔

(۱۶) اقلیتی حقوق کا تحفظ خصوصاً انکے مذہبی مقامات اور ان مقامات جہاں مذہبی رسومات ادا کی جارہی ہوں کا تقدس ملحوظ رکھنا۔

(۱۷) غیر اسلامی رسومات جن سے خواتین کے حقوق متاثر ہوں خصوصاً غیرت کے نام پر قتل کے خلاف اقدام اٹھانا، میراث میں خواتین کو محروم رکھنے کا سدباب، رسم سورہ کا تدارک کروانا اور خواتین کے شرعی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانا۔

(۱۸) ناپ تول کی نگرانی اور ملاوٹ کا تدارک کروانا۔

(۱۹) مصنوعی گرانی کا سدباب کروانا۔

(۲۰) سرکاری املاک کی حفاظت کی نگرانی کروانا۔

(۲۱) سرکاری محکمہ جات میں رشوت ستانی کا تدارک کروانا۔

(۲۲) سرکاری اہلکاروں میں عوام کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا۔

(۲۳) والدین کی نافرمانی پر مواخذہ کرنا۔

(۲۴) قتل، اقدام قتل یا ایسے دیگر جرائم میں جن سے امن و امان میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو متعلقہ فریق یا قبیلوں کے درمیان مصالحت کروانا۔

(۲۵) کوئی بھی دوسرے امر یا امور کی انجام دہی جو وقتاً فوقتاً صوبائی محتسب مشاورتی کونسل کے مشورہ سے متعین کرے۔

۲۴۔ ملازم سرکار۔

محتسب اور اس کے اہل کار بشمول حسبہ پولیس تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۱ کے تحت پبلک سرونٹ تصور ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

۲۵- اختیار سماعت پر بندش-

(۱) کسی عدالت یا اتھارٹی کو اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ محتسب کی کاروائی کی قانونی حیثیت کے بارے میں کوئی سوال اٹھائے-

(۲) کسی عدالت یا اتھارٹی کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ وہ محتسب کے زیر غور جاری کاروائی کی بابت کوئی حکم امتناعی، عبوری حکم یا حکم التواء جاری کرے-

(۳) محتسب یا اس کے اہل کار کے خلاف کسی ایسے فعل کی بابت جو نیک نیتی سے کیا گیا ہو، کسی قسم کی چارہ جوئی، یا مقدمہ بازی نہیں کی جاسکے گی-

۲۶- حسبہ پولیس-

ایکٹ ہذا کے تحت امور کی انجام دہی کے لیے حکومت محتسب کو حسب ضرورت پولیس فورس مہیا کرے گی-جو محتسب کی ہدایات اور احکامات کی پابند ہوگی-

۲۷- مصالحتی کمیٹی-

(۱) ضلعی محتسب ضلعی مشاورتی کونسل کے مشورے سے دفعہ (۲۳) کی ذیلی دفعہ ۲۴ کے تحت امور کی انجام دہی کے لیے ہر تھانہ کی سطح پر ایک مصالحتی کمیٹی قائم کرے گا جو درج ذیل چھ ارکان پر مشتمل ہوگی-

(الف) دو علماء-

(ب) ایک مقامی وکیل-

(ج) اگر علاقہ میں اقلیت آباد ہو-تو ان کا ایک نمائندہ-

(د) علاقے کا ایک معزز-

(ھ) متعلقہ تھانے کا ایس ایچ او یا اس کا نمائندہ-

(۲) ضلعی محتسب، ضلعی مشاورتی کونسل کے مشورہ پر مصالحتی کمیٹی کے کسی رکن کو کسی وقت معزول کر سکتا ہے-

۲۸- جرم ناقابل دست اندازی پولیس-

(۱) ایکٹ ہذا کی دفعہ ۲۳ کے تحت امور کی انجام دہی سے متعلق محتسب کے حکم کی خلاف ورزی ناقابل دست اندازی پولیس جرم ہوگا جس کی سزا چھ ماہ تک قید اور مبلغ دو ہزار روپے تک جرمانہ ہوگی-

(۲) عدالت دفعہ ہذا کے تحت جرم کی سماعت محتسب یا اس کے مجاز نمائندہ کی تحریری شکایت پر کریگی-

(۳) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت جرم کی سماعت مجاز عدالت ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں درج ضابطہ کار کے مطابق کرے گی-

۲۹- اختیارات قواعد-

صوبائی محتسب ایکٹ ہذا کے مقاصد کے حصول اور اسے موثر بنانے کے لیے حسب ضرورت قواعد مرتب کریگا-

۳۰- بالاتر حیثیت-

ایکٹ ہذا اپنے مضامین (provisions) کی حد تک کسی بھی دیگر نافذ العمل قانون سے بالاتر حیثیت کا حامل ہوگا-

۳۱- ازالہ مشکلات-

ایکٹ ہذا کے نفاذ میں کسی مشکل یا رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے صوبائی حکومت مناسب نوٹیفیکیشن جاری کرنے کی مجاز ہوگی-

Scanned with CamScanner

جدول (الف)

میں ________ حلفاً اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں خلوص دل سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وفادار اور خیر خواہ رہوں گا۔

یہ کہ میں بحیثیت صوبائی محتسب اپنے فرائض اور کارہائے منصبی دیانتداری سے اپنی بہترین استعداد اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے قوانین کے مطابق ایمانداری سے کسی خوف یا لالچ اور اقرباء پروری یا بدنیتی کے بغیر انجام دونگا۔

یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثرانداز نہیں ہونے دونگا۔

یہ کہ میں وفاق اور صوبہ کے بہترین مفاد کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کروں گا۔

اور یہ کہ میں بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی شخص کو ایسے معاملے کی اطلاع نہیں دونگا۔ اور نہ ہی کسی پر ظاہر کروں گا۔ جو کہ بحیثیت محتسب میرے زیرغور لایا جائے۔ یا جس کا مجھے علم حاصل ہو۔ ماسوائے اس کے جب کہ ایسا کرنا بحیثیت محتسب میری ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کا تقاضا ہو۔

اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہو۔

(آمین)

جدول (ب)

میں ________ حلفاً اقرار کرتا ہوں. کہ میں خلوص دل سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وفادار اور خیر خواہ رہوں گا.

یہ کہ میں بحیثیت ضلعی محتسب اپنے فرائض اور کارہائے منصبی دیانتداری سے اپنی بہترین استعداد اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے قوانین کے مطابق ایمانداری سے کسی خوف یا لالچ اور اقرباء پروری یا بدنیتی کے بغیر انجام دونگا.

یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثرانداز نہیں ہونے دونگا.

اور یہ کہ میں بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی شخص کو ایسے معاملے کی اطلاع نہیں دونگا. اور نہ ہی کسی پر ظاہر کروں گا. جو کہ بحیثیت محتسب میرے زیرغور لایا جائے. یا جس کا مجھے علم حاصل ہو. ماسوائے اس کے جب کہ ایسا کرنا بحیثیت محتسب میری ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کا تقاضا ہو.

اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہو.

(آمین)

Scanned with CamScanner

مفتی غلام الرحمٰن

الحج اشهر معلومات فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فى الحج وما تفعلوا من خير يعلمه الله وتزودوا فان خير الزاد التقوى واتقون يا اولى الالباب ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عندالمشعر الحرام واذكروه كما هداكم وان كنتم من قبله لمن الضالين ○

ترجمہ- حج کے معلوم مہینے ہیں- جو ان میں حج کا ارادہ کر کے احرام باندھے- اس سے دوران حج، فحش گوئی، بد فعلی اور لڑائی جھگڑا سرزد نہ ہو اور جو نیکی تم کرو گے- اللہ تعالی کے علم میں ہوگی- سفر حج میں زادراہ ساتھ لیا کرو- بہتر زادراہ پرہیزگاری ہے- اے عقلمندو- میری نافرمانی سے بچو- تم پر کوئی گناہ نہیں کہ (ایام حج میں) اپنے رب کی مہربانی یعنی حلال روزی کی تلاش کرو- ہاں یہ یاد رکھو جب عرفات سے واپسی ہو تو مزدلفہ میں ٹھہر کر اللہ تعالی کو خوب یاد کرو- اور اس کی یاد اس طرح کرو جس طرح اس نے تم کو بتائی ہے- یقیناً اس سے پہلے تو تم گمراہوں میں سے تھے-

محاسن- حج کے تذکرہ میں وقت، فرضیت، معاشی اور معاشرتی اداب حج بیان ہو رہے ہیں- کہا گیا ہے کہ حج کے مہینوں سے عام لوگ آگاہ ہیں- کہ مخصوص وقت کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حج ادا نہیں ہوتا ہے- اس سے حج اور عمرہ کے درمیان وقت کے حوالہ سے یہ نکتہ سامنے آیا کہ عمرہ سال بھر کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے- جبکہ حج کے لئے خاص وقت مقرر ہے- جو شوال، ذی القعدہ اور ذی الحج کے دس دن میں یہ قول ابن عباس سے مروی ہے-- جس سے احناف اور شوافع نے اختیار کیا ہے- البتہ امام مالک کے نزدیک ذی الحج کے پورے مہینہ کو اشہر حج میں شمار کیا

بقیہ

سفر حج اور احرام:

سفر حج عشق و محبت کا حسین مظہر ہے- اس لئے اس میں مخصوص لباس زیب تن کئے بغیر عام لباس میں ادائیگی کی اجازت نہیں- بغیر سلے ہوئے دو چادر کی پوشاک اس سفر کا کل سرمایہ لباس ہے- اس لئے احرام کا لباس پہن کر جب زبان سے تلبیہ یعنی ﴿لبیک اللھم لبیک . لبیک لا شریک لک ، لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک﴾ کی صدا بلند ہو تو احرام متصور ہو کر بعد ازاں حج کی ادائیگی کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں- بعض ائمہ دل کی نیت ضروری سمجھتے ہوئے تلبیہ پر توقف کے قائل نہیں- عوام کے لئے یہی بہتر صورت ہے- کہ تلبیہ پڑھنے سے ان کا حج شروع ہو- عبداللہ مسعودؓ فرض کرنے سے احرام مراد لیتے ہیں-

یہ بیت اللہ کی عظمت ہے کہ حج یا عمرہ کے لئے جانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھے- جو شخص بغیر احرام کے میقات کے حدود سے گزرے اور پھر اس کا تدارک نہ کرے تو اس پر دم واجب رہے گا- حدود حرم کے لئے میقات کے طور پر جو جگہیں مقرر کی گئی ہیں وہ پانچ ہیں- مدینہ والوں کے لئے ﴿ذوالحلیفہ﴾ عراق سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ﴿ذات عرق﴾ شام کے لئے ﴿جحفہ﴾ نجد کے لئے ﴿قرن﴾ اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے ﴿یلملم﴾ مقرر ہے- ہدایہ میں میقات سے پیشگی احرام باندھنا افضل قرار دیا ہے- کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہے- جبکہ امام ابوحنیفہ خواص کے حق میں پیشگی احرام بہتر سمجھتے ہیں- البتہ جن لوگوں کے لئے احرام کی حالت میں ممنوعات سے بچنا مشکل ہو- ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ ان کے احرام کا دورانیہ کم سے کم ہو اس لئے ایسے لوگوں کے لئے میقات سے احرام باندھنا بہتر ہے- مکان کی طرح زمان میں بھی یہی فلسفہ کارفرما ہے-- کہ اشہر حج سے قبل حج کے لئے احرام باندھنے سے پرہیز کیا جائے - کیونکہ اس سے ناقابل تحمل بوجھ کا سامنا کرنا

پڑتا ہے۔ چنانچہ ابن عباس سے امام بخاری نے تعلیقاً یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی شخص حج کے لئے اشہرِ حج سے پہلے احرام نہ باندھے۔

آداب حج:

احرام باندھنے کے بعد زیرِ نظر آیات سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ حج میں معاشرتی اور معاشی آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول الذکر آداب کے سلسلہ میں تین باتوں سے منع کیا گیا۔ (ا) فحش گوئی نہ ہو (ب) بدفعلی کے ارتکاب سے بچے۔ اور لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ دوران سفر عموماً گپ شپ میں ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ مقدس سفر ان باتوں سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیوانہ وار مسافر کے لئے یہ زیب نہیں دیتا۔ کہ وہ اپنا دامن فحش گوئی، بدفعلی یا فساد سے آلودہ کرے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

﴿من حج ولم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه﴾

جس نے حج کرکے بدفعلی اور فحش گوئی نہیں کی۔ حج سے واپسی پر یہ گناہ سے ایسا پاک ہوتا ہے، جس طرح ماں سے پیدائش کے موقعہ پر ہوتا ہے۔

ایسا ہی معاشی آداب کی رعایت بھی حاجی کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ گھر سے نکلنے سے پہلے زادِ راہ کا بندوبست کرے۔ اس سے اس مصنوعی توکل کی تردید ہوتی ہے۔ جو خالی ہاتھ حج کے سفر پر روانہ ہوکر راستہ میں لوگوں سے بھیک مانگتا رہے۔ مخلوق خدا پر بوجھ بننے والے اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذاتی عبادت کا بوجھ لوگوں پر نہ ڈالے اور نہ لوگوں کی ایذا رسانی کا ذریعہ بنے۔ کیونکہ بہترین زادِ راہ یہی ہے کہ انسان بھیک مانگنے سے محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا یہی تقاضا ہے کہ اپنی ذات کے لئے کسی غیر اللہ کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

بھیک سے منع کرکے دوران سفر تجارت کی اجازت دی گئی کہ انسان اگر حلال رزق کے لئے فکر مند ہوکر تجارت کرے تو حج کے دوران بھی یہ کرسکتا ہے کہ بشرطیکہ حج کے اعمال متاثر نہ ہوں۔

سفرِ حج میں تجارت کی مشروعیت کی وجہ:

معاشرتی حوالہ سے تجارت، عموماً دنیاداری کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید نے یہاں پر تجارت کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیکر دوران حج اس کی اجازت دی۔ کیونکہ کاروباری معاملات میں اگر احساس ذمہ داری ہو۔ حرام سے اجتناب ہوکر مخلوق خدا سے ہمدردی کے جذبہ سے تجارت ہو تو یہ ایک مقدس فریضہ ہے۔ اور مسلمان کے لئے عبادت کا درجہ ہے۔ اسلامی معیشت کی رو سے کاروبار میں ذاتی مفادات کے تحفظ کی بجائے خلق خدا کی ہمدردی کا جذبہ مقدم رہے گا۔ تاجر کے کاروبار کا محور خلق خدا سے ہمدردی رہے۔ تو یہی تاجر تو اللہ تعالیٰ کی صفت ﴿رزاق﴾ کا مظہر ہے۔ اس کے تگ ودوڑ اور محنت سے لوگوں کو ضروریات زندگی ملتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا ہے کہ وہ مخلوق کو بروقت کھانا پہنچاتا ہے۔ خلق خدا کی ہمدردی کے جذبہ سے تاجر کا مقام بڑھتا ہے۔ یہاں تک ایسے مسلمان تاجر کی کرسی قیامت کے دن انبیاء کی صف میں ہوگی۔ کیونکہ خلق خدا کی ہمدردی میں تاجر انبیاء کے ساتھ شریک ہے۔ لیکن اس میں یاد رکھنا چاہیے کہ نام کے مسلمان کی بجائے مثالی کردار اپنانے والا مسلمان تاجر اس اعزاز کا مستحق ہوگا۔ ایسے شخص کی تجارت میں جھوٹ، دھوکہ، جعل سازی اور حرام مال سمیٹنے کی مذموم کوشش سے اجتناب ضروری ہے۔ یقیناً ایسے مثالی معاملات عبادت ہوکر ﴿فضل من ربكم﴾ ہیں جس کی اجازت دوران حج دی گئی۔

مزدلفہ کی رات یا ہدایت کا پیغام:

نویں ذی الحجہ پر تمام حجاج کو عرفات کے وسیع میدان میں لازمی حاضری دینی پڑتی ہے۔ جو حاجی یہاں سے غیر حاضر پایا گیا۔ اس کا حج نہیں ہوتا۔ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے بیک وقت پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد مغرب تک میدان عرفات اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی آہ وبکا، عجز وانکساری اور عبدیت کے مظاہرہ سے آباد رہتا ہے۔

چنانچہ سورج غروب ہونے کے بعد ﴿مشعر حرام﴾ یعنی مزدلفہ میں حجاج کا پڑاؤ ہوتا ہے-چنانچہ حکم دیا گیا عرفات سے فراغت کے بعد مشعر حرام کے پاس جی بھر کر اللہ تعالی کا ذکر کرو-چنانچہ پوری رات مزدلفہ اللہ تعالی کے ذکر سے معمور رہتا ہے-قرآن نے یہاں پر اسلام سے قبل اور بعد کا موازنہ کر کے فرمایا-یقیناً اسلام سے قبل تم یہاں پر ویسے وقت ضائع کرتے تھے-ذکر کے اسرار سے نابلد تھے-اللہ تعالی نے مہربانی کر کے تمہیں اپنے ذکر کا طریقہ بتلایا-اس لئے جس ذکر کی تمہیں ہدایت کی گئی ہے تم اس کی روشنی میں اللہ تعالی کو خوب یاد کرو-

ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفرالله ان الله غفور الرحیم ٥ فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا الله کذکرکم اباء کم او اشد ذکرا – فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا وماله فی الاخرة من خلاق – ومنهم من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخر ة حسنة وقنا عذاب النار – اولئک لهم نصیب مما کسبوا والله سریع الحساب –

ترجمہ- پھر یہ بھی سن لو-تم لوگ وہی سے لوٹ آیا کرو جہاں سے دوسرے سب لوگ لوٹ کر آتے ہیں-اور اللہ تعالی سے بخشش مانگو- بےشک وہ بخشنے والا مہربان ہے-پھر جب تم افعال حج سے فارغ ہو-تو اللہ تعالی کو اس طرح یاد کرو-جس طرح باپ دادا کو یاد کرتے تھے-بلکہ اس سے بھی بڑھ کر-بعض لوگوں کی حالت تو یہ ہے کہ جو چلاتے ہیں-اے ہمارے رب، ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دیدے-یوں وہ اخروی حصہ رسدگی سے محرومی کا شکار رہے-اور بعض ان میں سے کہتے ہیں-اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بہتری دے اور آخرت میں بھی-اور ہمیں آتش جہنم کے عذاب سے بچا-یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے-اور اللہ تعالی جلد حساب لینے والا ہے-

محاسن -ایام جاہلیت میں قریش حج کے دوران طبقاتی خوش فہمی میں مبتلا تھے-بعض کاموں میں خود ساختہ برتری کے قائل تھے-چنانچہ عام لوگ حج کے دوران عرفات کے میدان میں حاضر

ہوتے-جبکہ قریش اپنے لئے مزدلفہ سے آگے نکلنے کے قائل نہیں تھے-ان کا کہنا تھا کہ حدود حرم سے نکلنا ان کے لئے جائز نہیں-میدان عرفات چونکہ حرم سے باہر ہے-اس لئے یہاں جانے سے یہ لوگ پرہیز کرتے تھے-اسلام نے اس طبقاتی نظام کو ختم کر کے دوسرے لوگوں کی طرح قریش اور ان کے حلفاء کو بھی عرفات جانے کا پابند بنایا-چنانچہ فرمایا طواف زیارت کے لئے تم لوگوں کو وہاں سے لوٹنا ہوگا-جہاں سے دوسرے لوگ لوٹ کر آتے ہیں-مزدلفہ میں ٹھہرنے کی بجائے عرفات جا کر وہاں سے واپسی پر مزدلفہ سے ہو کر رمی کر کے طواف زیارت کے لئے پہنچنے کی کوشش کرو-اس دوران اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو-موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ-بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے-

ایام منی کی مصروفیت:

طواف زیارت سے فارغ ہو کر حجاج کرام ذی الحج کی گیارہ اور بارہ تاریخ کو منی میں خیمہ زن ہوتے ہیں-بنیادی کام یہاں پر رمی یعنی دونوں دنوں میں شیطان کو مارنا ہوتا ہے-اگرچہ مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے اس کے لئے آنا جانا کوئی مسئلہ نہیں-لیکن پھر بھی منی میں رات رہنا سنت ہے-حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف زیارت سے فارغ ہو کر منی میں پڑاؤ ڈالا-حضرت عمرؓ ان لوگوں کو مارتے تھے-جو لوگ منی میں رات نہیں گزارتے تھے-ایام جاہلیت میں ان دنوں میں منی میں ٹھہرتے تھے-لیکن ان کی مصروفیت زیادہ تر شعر و شاعری اور قوم و نسب پر بے جا فخر کی باتیں ہوا کرتی تھیں-چنانچہ اسلام نے باب دادا کے تذکرہ کی بجائے اللہ تعالی کے ذکر کا وظیفہ بتلایا-بہتر ہے ان ایام میں لوگ ذکر، دعاؤں اور تسبیح و تہلیل میں مشغول ہوں-آباؤاجداد کے بے جا مفاخر سے پرہیز کیا کریں-

کوتاہ نظری اور دور اندیشی کا موازنہ:

ان آیات میں حج کرنے والوں کی تقسیم دو درجوں میں کی گئی-پہلی قسم کے وہ حجاج

ہیں جن کی نظر صرف دنیوی مفادات پر مرکوز رہتی ہے- وہ آخرت کو بھول کر صرف دنیوی مفادات کا تحفظ اپنا فریضہ منصبی سمجھتے ہیں- وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا سنوارنے کا سوال کرتے ہیں- یہ جماعت کوتاہ نظروں کی ہے- یہ لوگ آخرت کے ابدی انعامات سے غافل ہیں- بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ درحقیقت وہ حجاج تھے- جو کہ اسلام سے قبل بیت اللہ کے اردگرد گھومتے تھے- دنیوی منافع کا حصول اپنی کامیابی سمجھتے تھے- کیونکہ آخرت میں محرومی مسلمانوں کی نہیں ہوتی- مسلمان جو بھی ہو آخرت میں ایمان کی برکت سے اس کی کامیابی یقینی ہے- لیکن اس کا بھی احتمال ہے کہ اس سے کوتاہ نظر مسلمان مراد ہوں- جو آخرت سے غافل ہو کر ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر دنیوی درخواستیں دینا بڑی کامیابی سمجھتے ہوں- چونکہ ایام حج میں اتنی مقدس عبادت اور اہم افعال صرف دنیا کی نذر ہونا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟ ہاں اس کے مقابلہ میں دوسری جماعت دوراندیش والوں کی ہے- موخر الذکر جماعت دنیا و آخرت دونوں کے سنوارنے کی فکر میں رہتے ہیں- اس لئے یہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں- تو وہ دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں- بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ آخرت کے عذاب سے خصوصی طور پر پناہ مانگتے ہیں- ایسے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت دی گئی-

آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت کے ساتھ بہتر دنیا کے لئے سوال کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں- ایک انسان ایمان کی دولت کے ساتھ دنیوی انعامات کے دروازے اس پر کھلیں اور وہ ان کی ضمیر کا سودا نہ کرے- یعنی مال و دولت سے اس کا نظریہ متاثر نہ ہو- اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر استقامت نصیب ہو تو یقیناً ایسے شخص کے لئے دنیا رحمت خداوندی سے کم نہیں- ہاں یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ انسان رزق کی فکر میں خالق کو بھول بیٹھے- ایسے شخص پر دنیا کے خزانوں کے دروازے کھلنا امتحان اور آزمائش سے کم نہیں- کسی مسلمان کے حق میں دنیا کے اچھے یا برے ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جاتا ہے کہ اس شخص کا مال کس میں خرچ ہوتا ہے- اگر ایک شخص کا مال اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے خرچ ہو- سوشل

ناتواں اور بے سہارا لوگوں کی سرپرستی ہو- ایسے شخص کا مال اس کے ضمیر پر غالب نہیں آ سکتا- بھی دنیا کا علاج ہے کہ نیک اور رفاہی کاموں میں خرچ ہو- لیکن جس شخص کا مال بے دینی اور بے حیائی مت میں خرچ ہو- اس کو اپنے مال کے بارے میں ڈرنا چاہیے- آمدنی کی بہتری کے لئے اس دلیل کا سہارا بھی لیا جا سکتا ہے کہ ذرائع آمدنی کیا ہیں؟ اگر حرام اور ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کی جائے- رشوت، بددیانتی، اور کرپشن سے مال جمع ہو- ایسے مال سے دل کے اطمینان کا حصول مشکل ہے- بلکہ اس سے نت نئے مسائل پیدا ہوں گے- ہاں جب حلال کی آمدنی ہو تو اس کے لئے بہتر مصرف کی توفیق نصیب ہوتی ہے- علماء کا کہنا ہے کہ دنیا کی مثال زہریلی سانپ کی ہے- یہ ایسے شخص کے پاس ہونا چاہیے- جو اس کے کنٹرول کرنے کے لئے دم جانتا ہو- ورنہ بے احتیاطی سے اس زہریلے سانپ کے ڈسنے سے یہ شخص محفوظ نہیں ہوگا- دنیا کے سانپ کو کنٹرول کرنے کے لئے دم یہ ہے کہ انسان یہ جانتا ہو- میرے پاس دنیا کہاں سے آئی ہے- اور کہاں خرچ ہوتی ہے؟ یعنی یہ یقین ہو کہ ذرائع آمدنی حلال ہیں اور پھر خرچ بھی ناجائز مصرف میں نہ ہو- بلکہ جائز اور مشروع کاموں میں دنیا خرچ ہوتی ہو- ایسے شخص کو دنیا پر خوش ہونا چاہیے-

افضل ترین

اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے

حضرت عثمانؓ

اخلاقیات کی حقیقت اور قسمیں

مفتی ذاکر حسن نعمانی

اخلاق خُلُق کی اور خُلق کی جمع ہے۔طبعی خصلت، مروت، طبیعت اور عادت کو کہتے ہیں۔ برے اخلاق کی جگہ اچھے اخلاق پیدا کرنا تہذیب اخلاق کہلاتا ہے۔ جو حکمت عملیہ کی ایک قسم ہے۔جن موجودات حقیقیہ کو انسان اپنے اختیار سے وجود عطا کرسکتا ہے۔ان کے واقعی احوال کو جاننا اور اس پر عمل کرنا تا کہ دنیا و آخرت سنور جائے۔حکمت عملیہ ہے۔تمام شرعی اعمال مثلا نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت وغیرہ حکمت عملیہ میں داخل ہیں۔کبھی ان اعمال کا تعلق نفس کی اصلاح کے ساتھ ہوتا ہے۔جس کو تہذیب اخلاق کہتے ہیں۔ یہ گویا نفس کا حق ہے۔تمام اخلاقیات کا تعلق حقوق نفس کے ساتھ ہے۔اچھے اخلاق سے آراستہ انسان مہذب انسان کہلاتا ہے۔ برے اخلاق سے آراستہ انسان مہذب نہیں بلکہ معذب ہوتا ہے۔حقیقی اخلاق صرف مسلمان میں ہوتے ہیں۔کافر اور فساق فاجر کے اسلامی اخلاق نہیں ہوتے بلکہ وہ برے اخلاق ہوتے ہیں۔ عام لوگ اخلاقیات کو نہیں سمجھے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اخلاق کی حقیقت اور اخلاق کے ثمرات میں فرق نہیں کرسکتے۔جس کی وجہ سے ہر اس شخص کو خوش اخلاق سمجھتے ہیں۔جو خندہ پیشانی سے پیش آئے، گفتگو نرم کرے۔آؤ بھگت زیادہ کرے۔ پیار و محبت کا مظاہرہ کرے۔حالانکہ ضروری نہیں کہ یہ شخص واقعی خوش اخلاق ہو۔

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز

دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

اسی لئے کہتے ہیں۔لیس التخلق بالاخلاق کا لخلق ۔بناوٹی اخلاق طبعی عادات جیسے نہیں ہوتے۔

اخلاق کی حقیقت۔

اخلاق خلق کی جمع ہے۔کوئی بھی اچھی یا بری خصلت اور صفت جب نفس کے اندر راسخ ہو جائے۔اگر یہ حالت اور صفت عارضی ہے تو اس کو حال کہتے ہیں۔اگر یہ صفت نفس کے اندر راسخ ہو جائے۔جگہ پکڑے تو اس کو ملکہ اور خلق کہتے ہیں۔پھر اخلاق کبھی حسنہ ہوتے ہیں۔کبھی سیئہ۔شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔تمام ظاہری اعمال نفس کے اندر راسخ صفات کے مظاہر اور پیکر ہائے محسوس اور ان کی تشریحات ہیں۔لہذا ہر خلق اور ملکہ کے کچھ ظاہری اعمال اور صورتیں ہیں۔جن کے ذریعہ نفس میں راسخ اچھے یا برے ملکہ اور خلق کا پتہ چلتا ہے۔خوش خطی ماہر خوش نویس کی دلیل ہوتی ہے۔کہ کاتب میں اعلی درجہ کی کتابت کا ملکہ موجود ہے۔مسلسل سخاوت والے اعمال سے پتہ چلتا ہے کہ اس آدمی میں سخاوت کا ملکہ موجود ہے۔ہر جگہ اور ہر وقت بہادری کے کارنامے سرانجام دینے والے کے بارے میں ہر ایک گویا ہوتا ہے کہ اس میں بہادری کا ملکہ اور خلق موجود ہے۔

اسی طرح تمام اعمال ان ملکات واخلاق کو حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ یہ اعمال شکاری کے جال کی طرح ہیں۔کوئی آدمی اپنے نفس میں کوئی ملکہ اور خلق پیدا کرنا چاہے تو اس کے لئے مسلسل اعمال کی مشق کرنا ہوگی۔ اگر کوئی انسان اپنے نفس میں کوئی خلق مثلاً بہادری پیدا کرنا چاہے۔تو اس خلق کے مواقع تلاش کرے گا۔اس خلق والے اعمال کو بہ تکلف کرے گا اور اس خلق والوں سے قوی لوگوں کے واقعات پڑھے گا۔ سنے گا اور یاد کرے گا۔تو بہادری کی صفت پیدا ہو جائے گی۔انسان بعض اعمال کرتا ہے۔لیکن اس میں ان اعمال کا ملکہ اور خلق نہیں ہوتا ہے۔ وہ سرسری اعمال ہوتے ہیں۔ وہ نفس کی گہرائی سے نہیں نکلتے ۔ بلکہ وہ اعمال ایک عارضی صفت کی طرح ہوتے ہیں۔ جیسے کسی کا چہرہ کسی خوش خبری سے کھل اٹھے۔یہ تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔یا کسی رنج کی خبر سے چہرہ اتر جائے۔

ان سرسری اور عارضی اعمال کی وجہ داخلی ملکات اور اخلاق نہیں ہوتے ۔ بلکہ اس سے

Scanned with CamScanner

عارضی اور خارجی اسباب ہیں- مثلاً بھول، چوک، اکراہ، ریا، ریس (دیکھا دیکھی) مال وجاہ کی طلب، عار، غیرت، مقابلہ باہمی ضداضدی، قوم اور برادری کی رعایت، حرص، کبھی پکا حافظ بھول جاتا ہے- ماہر ڈرائیور غلطی سے ایکسیڈنٹ کر جاتا ہے- جو اس کی چوک اور لغزش ہوتی ہے- نیک طینت آدمی اکراہ کی وجہ سے خطرناک گناہ کر جاتا ہے- نیک طینت لوگوں سے بعض اعمال ریا کی وجہ سے صادر ہو جاتے ہیں- بعض لوگ دیکھا دیکھی ایک عمل کرتے ہیں- بدنامی اور عار سے بچنے کے لئے کوئی عمل کر بیٹھتے ہیں- ابوطالب نے کلمہ اسی وجہ سے نہیں پڑھا کہ قوم اور برادری کیا کہے گی- کبھی غیرت میں آ کر آدمی کوئی کارنامہ سرانجام دیتا ہے- بعض لوگ ننگ و عار کی وجہ سے چندہ دیتے ہیں- حالانکہ ان کے نفوس میں سخاوت کا ملکہ نہیں ہوتا ہے- بعض لوگ باہم ضداضدی کی وجہ سے اچھے یا برے کام میں بے دریغ پیسہ خرچ کر دیتے ہیں- کوئی کسی کو قوم اور برادری کی خاطر ووٹ دیتا ہے- حالانکہ یہ اس کے ضمیر کی آواز نہیں ہوتی - ان تمام امور میں قلبی داعیہ نہیں ہوتا - دل کی آواز نہیں ہوتی - نفس میں ان اعمال کے ملکات نہیں ہوتے - ہاں اگر یہ مذکورہ امور بار بار کرے اور اس کی عادت بن جائے تو پھر اس کے اندر ایک ملکہ اور خلق ہے- مثلاً ہر بار ووٹ فروخت کرے- تو ضمیر فروشی اور حرص کا ملکہ اس کے اندر موجود ہے- بار بار دکھلاوے کے لئے اعمال کرتا ہے تو اس میں ریا کا ملکہ موجود ہے- اگر بار بار ہر جگہ ضدی بن کر کوئی عمل کرتا ہے تو یہ طبیعت کا ضدی ہے- اس لئے ایسے آدمیوں کو کسی اعمال کے ذریعے اچھے ملکات پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے-

اخلاق کی قسمیں-

اصلی اور حقیقی اخلاق کی صرف ایک ہی قسم ہے- جس کو اسلامی اخلاق کہتے ہیں- جس کا ذکر بعد میں آئے گا- اکثر لوگ چونکہ اخلاق کی حقیقت سے ناواقف ہیں- اس لئے بعض لوگوں سے جب قلبی داعیہ اور ملکہ کے بغیر کچھ ثمرات اخلاق صادر ہوتے ہیں- تو ان کو خوش اخلاق اور بہترین اخلاق والے سمجھتے ہیں- حالانکہ وہ اخلاق نہیں ہوتے - کیونکہ وہ دل کی گہرائی سے نہیں

ہوتے- بلکہ ایک عارضی امر کی وجہ سے ہوتے ہیں- اصل اعمال تو وہ ہیں جو دل کے تقاضے اور داعیہ سے پیدا ہوں- جب تک امر عارض باقی ہو- یہ لوگ اعمال کرتے رہیں گے- اور اخلاق برتتے رہیں گے- جب عارض ختم ہو جائے تو اعمال میں فوراً سستی آ جاتی ہے- اور اخلاق کو خیر باد کہہ دیتے ہیں- اس لئے ان کے لئے اخلاق کی بیان کردہ فضیلتیں ثابت نہیں ہوتیں-

کاروباری اور تجارتی اخلاق:

(ا) کاروباری، تاجر اور دکاندار گاہک اور متعلقہ شخص کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتا ہے- گفتگو کا لہجہ نرم ہوتا، پیار و محبت کا اظہار کرتا ہے- چائے بھی پلاتا ہے- ڈسکاؤنٹ بھی کرتا ہے- گفٹ بھی دیتا ہے- دکان میں لکھا ہوتا ہے- گاہک اللہ کی رحمت ہے- لیکن غرض یہ ہوتی ہے کہ گاہک کسی اور کے پاس نہ جائے- مال کی بکری زیادہ ہو- مال زیادہ جمع ہو- تشہیر بھی زیادہ ہو- کاروبار کو دوام نصیب ہو- دکان میں لکھا ہوتا ہے- ادھار مانگ کر شرمندہ نہ کریں- ادھار قطعی بند ہے- ادھار کشمیر کی آزادی تک بند ہے- مال دوبارہ واپس نہیں لیا جائے گا- حالانکہ اقالہ شرعاً فضیلت کے ساتھ ثابت ہے- حلال و حرام کا فرق نہیں کرتا - جھوٹ بولتا ہے- دو نمبر چیزیں فروخت کر کے فراڈ کرتا ہے- ایسا دکاندار و کاروباری خوش اخلاق کیسے ہو سکتا ہے- اس لئے یہ اسلامی اخلاق نہیں بلکہ محض کاروباری اخلاق ہیں-

(۲) سیاسی اخلاق:

صحیح بااخلاق ہمدرد اور باکردار لیڈر بہت کم ہیں- سیاسی دکان چمکانے کے لئے خوش اخلاقی کے بڑے مظاہرے کرتے ہیں- جنازہ کی نمازیں اگلی صف لیڈروں کی ہوتی ہے- جبکہ فرض نماز غالب اکثریت پڑھتی ہی نہیں- بیمار پرسی اور تعزیت میں بڑا اہتمام کرتے ہیں- ووٹر کو ضرور کسی کے ذریعے سلام بھجواتے ہیں-- سلام کے لئے دور سے جلدی ہاتھ اٹھاتے ہیں- ہر کسی کے سامنے خندہ رو رہتے ہیں- ہر ایک کے ساتھ سَامَ لَیکُم میں پہل کرتے ہیں- گفتگو پیار بھری اور نرم ہوتی ہے- وعدے بہت زیادہ کرتے ہیں- بظاہر ملک و قوم کی خاطر بے دریغ روپیہ خرچ

کرتے ہیں -قوم کے زبردست غم خوار ہوتے ہیں- لیڈروں کے ان کاموں کو دیکھ کر لوگ ان کو خوش اخلاق سمجھتے ہیں- حالانکہ یہ سیاسی اخلاق ہوتے ہیں- ان کی غرض ان اخلاقیات سے قوم کو بے وقوف بنانا ہوتا ہے- ارشاد باری ہے- فاستخف قومه فاطاعوه -فرعون نے قوم کو بے وقوف بنایا- قوم پیچھے پڑ گئی - ان لیڈروں کا مقصد ان اخلاقیات سے مال وجاہ کی طلب ہوتی ہے- زبردست ابن الوقت ہوتے -وفاداریاں بدلنے میں دیر نہیں لگتی - ہارس ٹریڈنگ ان میں عام ہے- جھوٹے وعدے بہت زیادہ کرتے ہیں- ملک وقوم کا خزانہ بے دریغ لوٹتے ہیں- ہر جلسہ میں اپنی بڑائی اور دوسرے کی برائی ہوتی ہے- اقربا پروری سب میں عام ہے- بظاہر اپوزیشن میں ہوتے ہیں- اندر سے اقتدار والوں سے ملے ہوتے ہیں- ووٹر لیڈروں کی خاطر لڑتے اور مرتے ہیں- اور بظاہر مخالف لیڈر اندر سے ایک دوسرے پر مرمٹتے ہیں- بڑے بڑے ہوٹلوں میں مل بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں- اکبر آلہ آبادی فرماتے ہیں-

صبح و شام ڈنر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ
رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

ایسے لیڈروں کو خوش اخلاق اور بااخلاق کیسے کہا جا سکتا ہے-

(۳)فراڈی اخلاق

گمراہ فرقوں والے اور اسلام کے مخالف مذہبی تنظیموں والے مسلمانوں کو اپنے مذہب اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یا اپنے غلط مذہب میں داخل کرنے کے لئے زبردست خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہیں- جس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں- مثلاً قادیانی ڈاکٹر کسی کو قادیانی بنانے کے لئے مختلف حربے خوش خلقی کی صورت میں اختیار کرتا ہے- مریض کو وقت زیادہ دیتا ہے- گفتگو میٹھی کرتا ہے- علاج مفت کرتا ہے- کفری ممالک والوں کے عام معاملات بڑے کھرے اور صحیح ہوتے ہیں- ظاہری سلوک بڑا اچھا ہوتا ہے - قادیانی ڈاکٹر جھوٹ نہیں بولتا - وعدہ خلافی نہیں کرتا- فیس کم لیتا ہے- علاج اچھا کرتا ہے- کفار جھوٹ نہیں بولتے - علاج اچھا کرتے ہیں

ساوات کا خیال رکھتے ہیں- اجنبی کے ساتھ اپنے شہری جیسا سلوک کرتے ہیں- یہ سب کچھ ایک پالیسی کے تحت ہوتا ہے- کفار کی تمام مذہبی تنظیمیں بڑی خوش اخلاق ہوتی ہیں- لوگوں کو روزگار دلاتے ہیں- بے روزگار کو ماہواری دیتے ہیں- غریب کی مدد کرتے ہیں- یہ سب کچھ اخلاق نہیں بلکہ فراڈ اور پالیسی ہے- ان کا مقصد مسلمان کو اپنے مذہب سے بیزار کرنا ہوتا ہے-

(۴)اسلامی اخلاق:

لوگ اخلاق کے ثمرات کو دیکھتے ہیں- اخلاق کی حقیقت کو نہیں جانتے- امام غزالی احیاء العلوم میں اخلاق کے ثمرات ذکر کرتے ہیں- فرماتے ہیں- حسن بصری کہتا ہے- خندہ روئی، انتہائی سخاوت، ایذارسانی سے اجتناب، مصائب پر صبر کا نام حسن خلق ہے- واسطی کہتا ہے- اللہ کی انتہائی معرفت کی وجہ سے نہ یہ کسی سے جھگڑا کرے- نہ کوئی اور اس سے جھگڑے- ان کا دوسرا قول بھی ہے کہ مخلوق کو خوشی اور مصیبت کی حالت میں خوش کرنا- ابوعثمان کہتے ہیں- اللہ سے راضی ہونا- سہل تستری فرماتے ہیں- حسن خلق کا ادنی درجہ برداشت اور بدلہ نہ لینا ہے- دشمن پر بھی رحمت ہو- اور اس کے ظلم پر اس کے لئے مغفرت طلب کرنا- حضرت علی کا ارشاد ہے- تین خصلتیں حسن خلق ہیں- حرام سے بچنا- حلال رزق کی طلب اور اپنے عیال پر وسعت-

حسین بن منصور کہتے ہیں- حق تعالی کو جاننے کے بعد مخلوق کی جفا سے متاثر نہ ہونا- جنید بغدادی فرماتے ہیں- سخاوت، الفت، خیر خواہی اور شفقت حسن خلق ہے- امام غزالی فرماتے ہیں- یہ سب ثمرات حسن خلق ہیں- مشہور مبلغ مولانا سعید خان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں (۱) توڑنے والے کے ساتھ جوڑ پیدا کرنا (۲) جو حق مارے اس کا حق ادا کرنا (۳) جو ظلم کرے اس کو اللہ کی رضا کے لئے معاف کرنا- حسن خلق ہے-

امام غزالی فرماتے ہیں- خلق نفس میں راسخ اس کیفیت اور حالت کا نام ہے- جس سے بغیر کسی سوچ و فکر کے آسانی کے ساتھ اعمال صادر ہوں- اس کیفیت اور حالت سے اگر صادر

ہونے والے اعمال عقلاً اور شرعاً محمود ہوں تو ان کو اخلاق حسنہ کہیں گے۔ اگر وہ اعمال قبیحہ ہوں تو اخلاق سیئہ ہوں گے۔ اگر کسی سے شاذ و نادر کسی عارضی حاجت کے تحت مال کے انفاق کا عمل صادر ہوا تو اس کو سخی نہیں کہیں گے۔ جو بہ تکلف مال خرچ کرے یہ بھی سخی نہیں۔ جو بہ تکلف غضب کے وقت سکوت اختیار کرے۔ یہ حلیم نہیں۔

لہذا خلق میں چار باتیں ہوئیں (۱) فعل اچھا ہوگا یا برا (۲) اچھے اور برے فعل پر قادر ہوگا (۳) اچھے اور برے فعل کو اچھی طرح جانتا ہوگا۔ (۴) نفسانی حالت و کیفیت کی وجہ سے آسانی کے ساتھ کسی ایک جانب مائل ہوگا۔

فرماتے ہیں۔ اخلاقیات کے اصول چار ہیں۔ بقیہ اچھے یا برے اخلاق ان کے فروع ہیں۔

(۱) حکمت (۲) شجاعت (۳) عفت (۴) عدل

(۱) حکمت۔ نفس کی وہ حالت جس کے ذریعہ تمام اختیاری افعال میں اچھے اور برے کی تمیز پیدا ہو۔

(۲) عدل۔ نفس کی وہ حالت جس کے ذریعے غضب اور شہوت کے لئے ایسی تدبیر کی جائے کہ نفس کے حالت انقباض اور نرمی کے تقاضے حکمت کے مطابق ہو جائیں۔

(۳) شجاعت۔ قوت غضب کے اقدام اور پیچھے ہٹنے میں عقل کی تابعداری کا ہونا۔

(۴) عفت۔ قوت شہوت کو عقل اور شرع کے مطابق لگام دینا۔

قوت عقل اور حکمت کے اعتدال سے حسن تدبیر، ذہن کی تیزی، باریک بینی، صحیح الخیالی اعمال کی باریک بینی۔ نفس کے پوشیدہ آفات کو سمجھنے والے اخلاق پیدا ہوں گے۔

اس قوت کے افراط اور زیادتی سے دھوکہ، مکر اور چالاکی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس قوت کی تفریط اور کمی سے بے وقوفی، کم تجربہ کاری اور جنون پیدا ہوتا ہے۔

شجاعت سے کرم، بہادری، تیزی فہمی، کسر نفسی، برداشت، بردباری، استقامت، غصہ شربی، وقار اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس قوت کی افراط اور زیادتی کو تہور کہتے ہیں۔ اور اس سے ڈینگ اڑانا، تکبر اور عجب پیدا ہوتا ہے۔

اور اس قوت کی کمی اور تفریط سے ذلت اور خساست پیدا ہوتی ہے۔ اپنے واجب حق کے وصول سے بھی گھبراتا ہے۔

عفت سے سخا، حیا، صبر، درگذر، پاکیزگی، قناعت، تقوی، ظرافت اور قلت طمع پیدا ہوتا ہے۔

اس قوت کے افراط تفریط سے حرص، شرارت، خباثت، تبذیر، تقتیر، حسد، عبث دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اغنیاء کے سامنے ذلیل ہوتا ہے۔ اور فقراء کو حقیر سمجھتا ہے۔

چند اچھے اخلاق:

(۱) صدق۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ صدق کی عظمت اور فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی مدح میں سب سے پہلے اس کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کو صدیق کہا۔

حدیث ہے۔ ان الصدق یھدی الی البر والبر یھدی الی الجنۃ۔ صدق بھلائی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بھلائی جنت کی طرف۔

(۲) صبر۔ گناہوں سے رکنے میں۔ مصائب پر صبر، عبادات وغیرہ میں تکالیف پر صبر۔ ان اللہ مع الصابرین۔

(۳) حیاء اس کی وجہ سے انسان خیر کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اور شر سے بچتا ہے۔ حیا ایمان کا شعبہ ہے۔ حیا خیر کی طرف لے جاتی ہے۔ بے حیا سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

حیاء کی قسمیں

(۱) اللہ سے حیا (۲) لوگوں سے حیا (۳) فرشتوں سے حیاء (۴) اپنے نفس سے حیا

(۴) تواضع۔

اللہ کے سامنے تو انسان ہے ہی عاجز مخلوق کے سامنے تواضع ان پر رحم و کرم کی خاطر ان

Scanned with CamScanner

کی طرف جھکنا ہے-مثلاً کسی غریب اور ماتحت کو اپنے ساتھ برابر والی کرسی یا چار پائی پر بٹھانا- غریب اور ماتحت کے ساتھ ایک دسترخوان اور ایک رکابی میں کھانا-مخلوق کے سامنے اپنے نفس کو فائدہ پہنچانے کی خاطر ایسا جھکنا اور پست ہونا کہ اپنی خودداری اور عزت نفس ختم ہوجائے تو یہ تواضع نہیں- بلکہ ذلت ہے- مثلاً بعض لوگ کسی افسر یا وزیر کو جب کسی کام کے بارے میں درخواست دیتے ہیں تو قول وفعل سے انتہائی عاجزی شروع کردیتے ہیں- اس کی خوب منت سماجت اور تعریف کرتے ہیں- اس کے پاؤں پکڑتے اور پڑتے ہیں- اس کے سامنے رو دیتے ہیں- یہ عاجزی نہیں ذلت ہے- اس کے عہدے کے آداب بجالاتے ہوئے سیدھی بات کہہ دے کہ میرا یہ کام کردو- تواضع اتفاق تواضع کی جڑ ہے تواضع - اور ذلت کی سرحدیں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں- دونوں میں تمیز مشکل ہے- لیکن آدمی کا ضمیر اور وجدان صاف بتلا دیتا ہے کہ یہ عاجزی ہے یا ذلت-

(۶) حلم:

غصہ پینا، غیض وغضب برداشت کرنا، غضب کی ہیجانی کیفیت کو بار بار برداشت کرنے سے انسان حلیم بن جاتا ہے- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر غصہ میرے ہاتھ آجائے تو اس کو ذبح کردوں- حضورؐ کا ارشاد ہے جس میں حلم موجود ہو- وہ سردار ہے-

(۷) غیرت:

حلیم کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی بے غیرت بن جائے- اللہ حلیم بھی ہے- اور غیرتی بھی- اسی طرح حضورؐ حلیم بھی ہیں- اور اللہ کے بعد سب سے بڑی غیرتی ذات ہے- غیض وغضب اپنی اور دوسروں کی عزت وناموس کے دفاع اور بقا کے لئے استعمال کرے کا نام غیرت ہے- جہاد اس جذبہ کے تحت ہوتا ہے-

بعض اخلاق سیئہ:

(۱) حسد- کسی کا اختیاری یا غیر اختیاری کمال دیکھ کر رنجیدہ ہونا اور پھر ان کمالات کے زوال کے پیچھے پڑنا- اسکے بعد آدمی محسود کی کبھی غیبت کرتا ہے- کبھی اس کو ایذا پہنچاتا ہے- حسد کے مقتضی پر عمل کرنے سے آدمی گناہگار ہوتا ہے- اور حسد کے مقتضی کے خلاف چلنے پر اجر ملتا ہے- مثلاً محسود کی تعریف کرتا ہے- اس کو تحفہ دیتا ہے-

(۲) کبر-

کبر ایک خطرناک مرض ہے- اس سے بہت زیادہ برائیاں پیدا ہوتی ہیں- بڑائی کبھی زبان پر چڑھ جاتی ہے- تو آدمی فخور (بڑا بول بولنے والا) بن جاتا ہے- بڑائی کبھی چال ڈھال میں آجاتی ہے- تو آدمی مختال بن جاتا ہے- دونوں کے بارے میں ارشاد ہے- ان اللہ لا یحب من کا مختال فخوراً-

جب یہ بڑائی دل میں جگہ پکڑ لے تو آدمی متکبر بن جاتا ہے پھر ساری دنیا اسکو ذلیل نظر آتی ہے- آدمی مغرور، متکبر اور خود پسند بن جاتا ہے-

(۳) عصبیت:

اس کو جنبہ داری اور دھڑا بندی بھی کہہ سکتے ہیں- اپنی قوم، وطن، برادری وغیرہ کی بے جا حمایت عصبیت کہلاتی ہے- اگر کسی کا حق نہ مارا جائے تو پھر عصبیت بری نہیں- اکثر مسلم اقوام عصبیت کی لپیٹ میں ہیں- کتنے لوگ اس عصبیت کے تحت جرم اور مجرم کی پشت پناہی کرتے ہیں- ہماری اکثر سیاسی پارٹیاں اس مرض میں مبتلی ہیں- ایک ملک کے اندر صوبہ اور یا ضلع کی سطح پر کوئی سسٹم عصبیت ہے- عصبیت کے تحت ایک دوسرے کے حقوق ذبح ہوتے ہیں-

(۴) حرص:

بڑا خطرناک رذیلہ ہے- مختلف چیزوں کا حرص ہوسکتا ہے- مال، کا ملک کا، عہدہ کا، عورت کا، جس کیوجہ سے بے شمار جرائم جنم لیتے ہیں- جتنے لوگ دھوکہ کھاتے ہیں- اس کی وجہ حرص اور لالچ ہوتی ہے-

لالچ بری بلا ہے ہر خاص عام میں
مرغ زیرک کیسے پھنستا ہے دام میں

تنبیہ۔

اخلاقیات کا تعلق نفس کی اصلاح کے ساتھ ہے۔یعنی یہ حقوق النفس ہیں۔اور جہاد کا تعلق حقوق دین کے ساتھ ہے۔جہاد میں آدمی پر دین کے حقوق آجاتے ہیں۔شرعی جہاد ایک مرتبہ شروع ہوجائے تو پھر اخلاقیات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ایک بااخلاق آدمی اگر جہاد میں اخلاقیات کا مظاہرہ شروع کرُدے تو جہاد ہار جائے گا۔

جہاد میں حلم کام نہیں دیتا۔عفور و درگزر سے کام نہیں لینا۔برائی کا جواب برائی سے دیا جاتا ہے۔اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جاتا ہے۔احسان ختم ہوجاتا ہے۔دشمن کی جان و مال کو نقصان پہنچانا ہوگا۔عاجزی اور تواضع کی جگہ کفار کے سامنے تکبر کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔حضرت عمرؓ ایسے اہم مواقع میں مونچھوں کو تاؤ دیا کرتے تھے۔

اخلاق

کسی کے اخلاق پر اعتماد نہ کرو
تاوقتیکہ غصہ کے وقت اسے نہ
دیکھ لو۔

حضرت عمرؓ

حج کے معاملات میں اشتباہ سے بچنا

مورخہ ۵ جولائی ۲۰۰۵ء کو محکمہ انتظامیہ کے بنوولنٹ فنڈ سیل نے ایک مراسلہ جاری کیا ہے۔مذکورہ مراسلہ بابت حج سکیم ہے۔جس میں صوبہ سرحد کے تمام سرکاری ملازمین جو حج کی سعادت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں، سے مبلغ 100 روپے بنوولنٹ فنڈ سیل کے اکاونٹ میں خیبر بنک میں جمع کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔اس بارے میں چند وضاحتیں آپ صاحبان سے اسلام کی روشنی میں درکار ہیں۔

1۔چونکہ بنوولنٹ فنڈ سیل جو کہ صوبہ سرحد کے تمام سرکاری ملازمین کے لئے ایک فلاحی ادارہ ہے۔اور اس میں تمام سرکاری ملازمین خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، ان سب سے سرکاری طور پر کٹوتی کی جاتی ہے اور پھر یہی رقم ملازمین کے فلاحی کاموں میں خرچ کی جاتی ہے۔کیا مذکورہ بالا فنڈ سے حج کرنا صحیح ہے؟

2۔بنوولنٹ فنڈ سیل نے جو حج سکیم متعارف کرایا ہے۔اس میں تمام ملازمین جو حج کے خواہشمند ہوں۔سے ۱۰۰ روپے بنوولنٹ فنڈ سیل کے اکاونٹ میں خیبر بینک میں جمع کرانے کے لئے کہا گیا۔صوبہ سرحد میں کل 76601 سرکاری ملازمین ہیں۔اس میں اگر 50 لاکھ بنتی ہے۔جبکہ بنوولنٹ فنڈ سیل کا سکیم صرف 10 ملازمین کو حج کی سعادت حاصل کرانے کا پروگرام ہے۔اب ان دس حاجیوں پر تو کل لاگت خرچہ صرف دس لاکھ آئے گا۔اور بقایا رقم کا وہ کیا کریں گے۔اگر بنوولنٹ فنڈ سیل والے اسے بینک میں رکھتے ہیں۔جس پر سود بھی لیتے ہوں گے۔تو اس حالت

میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی فرح میر نائب معتمد وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ

الجواب وبا اللہ التوفیق

﴿بنوولنٹ فنڈ سیل﴾ کے معاملات سے ہم بے خبر ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کیا اس ادارہ کے معاملات موجودہ دور میں سود سے پاک ہیں یا نہیں۔ تاہم محررہ حج سکیم کے حوالہ سے اگر موجودہ ادارہ کچھ ملازمین کیلئے حرمین شریفین تک رسائی کا ذریعہ بنے۔ تو کیوں نہ اس سے استفادہ کیا جائے۔ تاہم یہ ادارہ کے اھداف کا حصہ قرار دینا ضروری ہوگا۔ تاکہ ملازمین سے لی ہوئی رقم کو متعلقہ شرائط روشنی میں خرچ کیا جا سکے۔ اس میں اس کا بھی خیال رہے کہ کسی غیر مسلم ملازم پر یہ جاری اضافی بوجھ نہ ڈالا جا سکے۔ تاہم اگر ماضی میں وصول کی ہوئی رقم پر ملازمین کی طرف سے کھلی اجازت ہو تو پھر ملازمین کے مفادات کے لئے حج اور عمرہ کے سکیم متعارف کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ جہاں تک ملازمین سے درخواست کی وصول کے لئے ایک سو روپے نا قابل واپسی رقم کی وصولی ضروری قرار دی گئی۔ اگر یہ رقم مروج چارجز یعنی دفتریا اخراجات اور متعلقہ بینک سے معاملات طے کرنے کے اخراجات کے طور پر وصول کی جاتی ہوتا کہ اس بوجھ سے ادارہ بچ سکے۔ تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ ادارہ کی ذمہ داری ہے۔ وہ حج سکیم متعارف کرانا آمدنی کا ذریعہ نہ بنائے کہ اس نام سے غریب لوگوں سے رقم کٹوا کر آمدنی میں اضافی کا ذریعہ بنے۔ بہتر ہوگا کہ واقعی اخراجات پر اکتفا کر کے درخواست کے ساتھ رقم کم سے کم رکھی جائے۔ اور اگر ادارہ ملازمین کے لئے دوسری سکیموں میں فارم کی رقم وصول نہیں کرتا ہو۔ تو پھر حج سکیم میں یقیناً ایسی رقم کی وصولی زیادتی ہوگی۔ مزید براں ایک سو روپے کے عوض حج کی کامیابی یا رقم کے ضائع ہونے کی صورت دیکھتے ہوئے قمار کے شبہ سے بھی یہ خالی نہیں۔ اس لئے ادارہ کو یہ رقم کھلی طور پر ختم کرنا چاہیے۔ ملازمین کے لئے ایسے مواقع کو ضائع کرنا مناسب نہیں۔ ہاں اس کی گنجائش موجود ہے کہ ادارہ کے لئے ایک سو روپے دینا ضروری ہو تو پھر درخواست کے ساتھ رقم

حج کرنے کی بجائے یہی رقم درخواست کے لئے تیار کئے ہوئے فارم کی قیمت قرار دی جائے۔ فارم داخلہ کی قیمت قرار دینے کی صورت میں قمار کی مشتبہ صورت برقرار نہیں رہے گی۔ تاہم حج کو کاروبار اور ذریعہ آمدنی بنانے سے جان بچانا اس صورت میں بھی مشکل ہے۔ لہذا بہتری اس میں ہے کہ فارم داخلہ کے ساتھ کوئی رقم شرط نہ رکھی جائے۔

واللہ اعلم

مال حرام سے حج کرنے سے بچاؤ کی صورت

سوال: ایک آدمی کے پاس حرام مال ہے اور وہ حج کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ کسی دوسرے شخص سے حلال مال لیکر حج کرے۔ اور اپنا حرام مال اسکو دیدے۔ تو آیا اس آدمی کا یہ مسئلہ جائز ہے؟

سید اقبال شاہ

اسلام آباد

الجواب و با اللہ التوفیق :

حج جیسی مقدس عبادت کے سفر کے لئے حلال مال کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا مال جو حرام ذرائع آمدنی سے کمایا گیا ہو اسکی بجائے خالص حلال مال اس کے لئے خاص ہونا چاہیئے۔ تاہم اگر ایک شخص کیلئے ایسی صورت ممکن نہ ہو کہ وہ اپنے مال کے بارے میں یقین سے حلال ہونے کا عندیہ ظاہر کرے تو پھر ایسی صورت میں حج چھوڑنے کی بجائے کسی سے حلال رقم قرض لیکر سفر کیا جائے۔ بعد ازاں اس مخدوش مال سے قرض کی ادائیگی ہو۔ تاکہ خبث کا حتی الامکان تدارک ہو سکے۔

والدلیل علی ذالک

اذا اراد الرجل ان یحج بمال حلال فیه شبهة فانه یستدین یحج و یقضی دینه من ماله (کذا فی فتاوی قاضیخان فی المقطعات) هندیه ج ۲۶

Scanned with CamScanner

آزادی کی قابل قدر نعمت

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

واذقال موسی لقومه یاقوم اذکر وا نعمة الله علیکم اذجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (سورة المائده)

ترجمہ: اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو- اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر، جب پیدا کیے تم میں نبی اور کر دیا تم کو بادشاہ۔

یہاں دو نعمتوں کا بیان ہے جن میں سے پہلی نعمت ایک روحانی اور معنوی نعمت ہے کہ ان کی قوم میں مسلسل انبیاء بکثرت بھیجے گئے۔ جس سے بڑھ کر اخروی اور معنوی اعزاز کوئی نہیں ہو سکتا۔ تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے کہ کسی قوم اور کسی امت میں انبیاء کی کثرت اتنی نہیں ہوئی کہ جتنی بنی اسرائیل میں ہوئی ہے۔

دوسری نعمت جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ دنیوی اور ظاہری نعمت ہے کہ ان کو ملوک یعنی صاحب ملک وسلطنت بنا دیا گیا۔ اس میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بنی اسرائیل جو مدت سے سے فرعون اور قوم فرعون کے غلام بنے ہوئے، دن رات ان کے مظالم کا شکار رہتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو نیست و نابود کر کے ان کو انکی حکومت وسلطنت کا مالک بنا دیا۔ یہاں فرمایا وجعلکم ملوکا یعنی بنا دیا تم کو ملوک۔ جس کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ تم سب کو ملوک بنا دیا۔ لفظ ملوک ملک کی جمع ہے۔ جس کے معنی عرف عام میں بادشاہ کے ہیں- اور یہ ظاہر ہے کہ جس طرح پوری قوم نبی اور پیغمبر نہیں ہوتی، اسی طرح کسی ملک میں پوری قوم بادشاہ بھی نہیں ہوتی بلکہ قوم کا ایک فرد یا چند افراد حکمران ہوتے ہیں- باقی قوم ان کے تابع ہوتی ہے لیکن قرآنی الفاظ نے ان سب کو ملوک قرار دیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ عرف عام میں جس قوم کا بادشاہ ہو ہے- اس کی سلطنت وحکومت کو اس پوری قوم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسے بنی امیہ اور بنی

عباس کی حکومت کہلاتی تھی۔ اسی طرح ہندوستان میں غزنوی اور غوریوں کی حکومت پھر مغلوں کی حکومت پوری قوم کے افراد کی طرف منسوب کی جاتی تھی۔

دوسری وجہ جو تفسیر مظہری میں ہے فرمایا وقال الضحاک کانت منازلهم واسعة فیها میاه جاریة فمن کان مسکنه واسعا فیها ماء جار فهو ملک - یعنی ایسے شخص کو ملک کہلایا جاتا ہے جو جائیداد، مکان رکھتا ہو۔ اس مفہوم کے اعتبار سے اس وقت بنی اسرائیل سے ہر فرد ملک کا مصداق تھا۔ اس لیے ان سب کو ملوک فرمایا گیا۔

پیغمبری اخروی نعمت ہے اور بادشاہی دنیاوی نعمت ہے اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آزادی (یعنی اپنی دھرتی کا مالک بننا) ہی درحقیقت بادشاہی ہے۔ آزادی ایک عظیم نعمت خداوندی ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس منعم حقیقی کا بیش از بیش شکر ادا کیا جائے علامہ قاضی بیضاوی شکر ادا کر کا نچ ...ئے ہوئے فرماتے ہیں۔

افادتکم النعماء منی ثلثة یدی ولسانی والضمیر المحجبا

ترجمہ: آپ کے احسانات نے میری طرف سے آپ کیلئے تین چیزیں وقف کر دی ہیں۔ (خدمت کیلئے) میرا ہاتھ (تعریف کیلئے) میری زبان اور (محبت کیلئے) میرا دل۔ یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رہے- یہ مملکت خداداد جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطاء کی ہے یہ ان کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر ہم نے اس کی ناشکری کی۔ یعنی آزادی کا تقاضا پورا نہیں کیا تو خدانخواستہ ہو کہ یہ نعمت عظمی زائل ہو جائے اور ہم دوبارہ خدانخواستہ غلامی کے شکنجے میں پھنس جائیں۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات کا کما ھو حقہ شکر ادا نہ کرے تو بادشاہ گدا بن جاتا ہے۔ جب سعد بن ابی وقاصؓ نے قادسیہ فتح کیا۔ تو بادشاہ وقت نعمان بن منذر کی بیٹی حرقہ بنت نعمان حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے لائی گئی۔ چنانچہ حرقہ نے سپہ سالار کے سامنے از راہ تاسف یہ اشعار پڑھے۔

بینا نسوس الناس والامرامرنا

اذانحن فیھم سوقة نتنصف

فاف لدنیا لایدوم نعیمھا

تقلب تارات بنا وتصرف

ترجمہ: ایک وقت تھا کہ ہم لوگوں کے معاملات درست کرتے تھے اور حکم اور اختیار ہمارا تھا۔ اچانک ہم ان میں رعیت بن گئے کہ ان کی خدمت کرتے ہیں۔ سو دنیا کا برا ہو جسکی نعمتوں کو بقا نہیں جو ہمارے حالات کو مختلف صورتوں میں پھیرتی اور بدلتی رہتی ہے۔

آیت کریمہ میں فرمایا گیا (وجعلکم ملوکا) سب تو بادشاہ نہیں تھے۔ لیکن یہ تعبیر اختیار کرنے میں راز یہ ہے کہ آزادی یعنی اپنی دھرتی کا مالک بننا گویا ایک قسم کی بادشاہی ہے اور ایک آزادی میں قوم کے تمام افراد گویا بادشاہ کے مانند ہیں ایک مقولہ ہے کہ حب الوطن من الایمان اپنا وطن اور اپنی دھرتی ایک انسان کیلئے کتنی محبوب ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہجرت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مااحبک) اے مکہ تو کتنی پیاری ہے۔ آج اگر ہم نے اپنی مٹی سے وفا نہ کی اور اس عظیم نعمت خداوندی یعنی آزادی کا تقاضا پورا نہ کیا تو اس شعر کا مصداق بن جائیں گے کہ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے ہندوستان والو

تمھاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

جس نے اپنی دھرتی سے غداری کی تو اس کی پوری قوم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ مغل باشاہوں کو دیکھا جائے کہ چند ضمیر فروشوں نے دشمن کا ساتھ دیکر اپنی قوم کو محکوم بنا دیا اس لیے یہ کیا گیا کہ

جعفر از بنگال وصادق از دکن

ننگ ملت ننگ دین ننگ وطن

ان غداروں کے متعلق بجا طور پر یہ کہا گیا ہے کہ

غدار جب پیدا ہوئے کہنے لگا ابلیس

لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے

درحقیقت وطن کا ایک ایک ذرہ اور ایک ایک کانٹا سونے کے پہاڑوں اور مخمل کے بستروں سے ہزار درجہ بہتر نظر آتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

بکنارہ کوہ شیندمز صدائے نطق طیرے

فروش خاک ملت بطلاء ملک غیرلے

ترجمہ۔ پہاڑ کے دامن میں بیٹھے ہوئے ایک پرندے کی یہ فریاد سنی کہ وطن کی مٹی غیر ملک کے سونے کے بدلے نہ بیچ۔

اس عظیم نعمت خداوندی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے تمام اوامر بجالائیں جائیں۔ تمام نواہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور اس مملکت خداداد میں مکمل عدل وانصاف کا دور دورہ ہو۔ جبلہ بن الایہم غسانی شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تھا۔ اور مسلمان ہو گیا تھا۔ کعبہ کے طواف میں اس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصہ سے بیتاب ہو گیا اور حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت سن کر کہا کہ تم نے جو کچھ کیا۔ اس کی سزا پائی۔ اس کو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ ہم اس رتبہ کے لوگ ہیں۔ کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! جاہلیت میں ایسا ہی تھا۔ لیکن اسلام نے پست وبلند کو ایک کر دیا اس نے کہا کہ اگر اسلام ایسا ہی مذہب ہے جس میں شریف ورذیل کی کچھ تمیز نہیں تو میں اسلام سے باز آتا ہوں۔ غرض وہ چھپ کر قسطنطنیہ چلا گیا لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے اس کی خاطر سے قانون انصاف کو بدلنا نہیں چاہا۔

مسلمان ایمان لانے کے بعد اگر نیک عمل کریں۔ یعنی اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے نور

ہدایت کا کامل اتباع کریں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کا وعدہ فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے

وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات یستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهما الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا —

تین چیزیں یہ ہیں کہ آپ کی امت کو زمین کے خلفاء اور حکمران بنایا جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کو غالب کیا جائیگا اور مسلمانوں کو اتنی قوت وشوکت دی جائیگی کہ ان کو دشمنوں کا کوئی خوف نہ رہے گا-

اپنی دھرتی اور اپنے مکان کا مالک بننا بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں تو پھر بھی مجبوراً یہ کہنا پڑے گا کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری آزادی وطن کو قائم ودائم رکھے۔ اور ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق عطاء فرمادے۔ (امین)

پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

ضرورت

اپنی ضرورتیں کم کرو
راحت پاؤ گے-

حضرت اویس قرنیؒ

قرآن کا معاشرتی نظام

شاہدالدین سواتی

قرآن عزیز نے اپنے ماننے والوں کے لئے ایک ایسا معاشرتی نظام دیا ہے- جو سراسر سکون راحت وآرام اور امن وسلامتی والا نظام ہے-- جس پر اگر عمل کیا گیا تو مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی بخوشی آ کر اسکے تحت زندگی گزارنا شروع کریں گے-

ثابت مسلم ہے کہ معاشرہ افراد سے بنتا ہے- افراد اگر صالح ہوں- آپس میں محبت کرنے والے ہوں اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں- تو سیدھی بات ہے کہ معاشرہ بدامنی وبداخلاقی اور جرم کے گھناؤنی افعال سے پاک رہے گا- آج ہمارے معاشرے کا جو حال ہے- وہ کسی سے مخفی نہیں- بظاہر تو مسلمانوں کا معاشرہ کہلاتا ہے- لیکن قرآن مجید نے معاشرہ کے لئے جو قوانین دیئے ہیں- ان میں سے ایک پر بھی صحیح طرح سے عمل نہیں ہو رہا- امن وسلامتی، محبت و بھائی چارہ ایک دوسرے کی خیر خواہی چین وسکون نام کی کوئی چیز نہیں- یہی وجہ ہے کہ آج غیر مسلم مسلمانوں کے اخلاق واعمال، اور کردار وگفتار کو دیکھ کر اسلام لانے سے کتراتے ہیں- گویا کہ غیر مسلم کے اسلام لانے میں اہل اسلام رکاوٹ ہیں- آج نام کا مسلمان اور قرآنی قوانین سے ناواقف یا ان پر عمل نہ کرنے والا اسلامی معاشرہ ہے- قرآن مجید کے ماننے اور اسپر جان، مال اور سب کچھ قربان کرنے والے نام کے مسلمان کام کے مسلمان کس طرح بن جائیں- نام کا اسلامی معاشرہ اصل اسلامی معاشرہ پرسکون یا پرامن اور خوشحال معاشرہ کس طرح بنے- آپس کی محبت و بھائی چارہ اور خیر خواہی کس طرح پیدا ہو- اسکے لئے چند قرآنی قوانین ذکر کئے جاتے ہیں-

قرآن اور اہمیت سلام-

فطری بات ہے کہ جب دو انسانوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے تو اس کے لئے کوئی لفظ کوئی کلام ایسا ہونا چاہیے جس سے ابتداء ہو- مثلاً پشتو زبان میں ﴿ستڑے مہ شے﴾ اردو اور فارسی

Scanned with CamScanner

میں ﴿خوش آمدید﴾ پنجابی میں ﴿خیر نال آ﴾ اور انگلش میں ﴿ویلکم﴾ عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ جب دو آدمی آپس میں ملتے تو عربی میں اہلاً وسہلاً مرحباً وغیرہ سے ابتداء کرتے تھے۔ لیکن جب قرآن نازل ہوا تو اس موقعہ کے لئے ایسے جامع کلمات لائے جو دعا ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہے۔

چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او ردوها ان الله كان بكل شیء حسيباً ٥﴾

ترجمہ۔ اور جب تمہیں کوئی دعا دے تو تم اس سے بہتر دعا دو یا الٹ کر ویسی ہی کہہ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

اس سے باجماع مفسرین السلام علیکم مراد ہے۔ فحیوا باحسن منها سے مراد جواب میں زیادتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی تمہیں السلام علیکم کہے۔ تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو اور اس سے آگے حدیث میں ذکر نہیں۔ اور اگر احسن جواب نہیں دیتے۔ تو کم از کم وہی الفاظ واپس لوٹا دو۔ جو اس نے کہے ہیں۔ صرف وعلیکم السلام سے ہی جواب دو۔

سلام کا جواب۔

سلام سنت ہے۔ لیکن جواب دینا واجب ہے۔ آج کل لوگ سلام کرتے نہیں۔ جو کرتے ہیں وہ الفاظ صحیح ادا نہیں کرتے۔ اور جواب دینے والے بھی صحیح طریقے سے جواب نہیں دیتے۔ یا تو بخیر را غلے کو ہی جواب سمجھتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں یا پھر وہ بھی السلام علیکم سے جواب دیتے ہیں۔ حالانکہ وعلیکم السلام کہنا واجب ہے۔ اور ترک واجب پر باز پرس ہو گی۔

سلام کی فضیلت

لفظ سلام مسلم سے ہے۔ اس کا معنی امن وسلامتی ہے۔ سلام دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کا صفتی نام ہے۔ اس وجہ سے اگر دیکھا جائے تو یہ ذکر ہے۔ اور السلام علیکم کا معنی ہے۔ تم پر سلامتی

ہو۔ اس اعتبار سے یہ اپنے مسلمان بھائی کو دعا اور اس کی خیر خواہی ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں آیا کہ سلام کو پھیلائے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اور یہ مسلمان کا حق ہے کہ اسکو سلام کا جواب دیا جائے۔ سلام سے نفرتیں دور ہو جاتی ہیں۔ عداوت اور دوریاں ختم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترمذی کی حدیث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی مجلس میں تشریف لائے۔ اور فرمایا ﴿لا تدخلوا الجنة حتى تومنوا ولا تومنوا حتى تحابوا - اولا دلكم على شی اذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بينكم﴾ ترجمہ۔ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں محبت نہ ہو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جب تم اس کو کرو گے۔ تو لوگ تمہارے ساتھ محبت کریں گے۔ یا تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ پھر فرمایا سلام پھیلا دو۔

گویا آپس میں محبت کے لئے سلام کو نسخہ اکسیرہ کے طور پر عطا فرمایا۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا ﴿البادی یا السلام بری من الکبر﴾ سلام میں سبقت کرنے والے تکبر سے پاک ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ کہ سلام پھیلا دو، صلہ رحمی کرو۔ رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ اسی طرح صرف اسلام علیکم پر دس نیکیاں ورحمت اللہ پر دس نیکیاں اور وبرکاتہ پر بھی دس نیکیاں لکھیں جائیں گی۔

الغرض سلام ایک جامع دعا اور سراسر خیر خواہی کے ساتھ ساتھ محبت پیدا کرانے کا نسخہ ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افشو السلام فرما کر سلام کو عام کرنے کا حکم دیا۔ سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ گھر میں آتے وقت، گھر سے نکلتے وقت، راستے پر جاتے وقت، بازار میں پہنچتے وقت، دفتر اور دکان الغرض ہر جگہ سلام کرے۔ جس کو تم پہچانو یا نہ پہچانو۔ اسکو اسلام علیکم کہنا چاہئے۔

سلام سے لاپرواہی:۔

لیکن بدقسمتی سے آج سلام سے بہت لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔ عوام تو کیا خواص بھی

اسکا اہتمام ضروری نہیں سمجھتے اکثر لوگ تو سلام کرتے ہیں۔ جو کرتے ہیں اسکو صحیح جواب نہیں ملتا
گویا کہ یہ سنت آج نیم مردہ نظر آرہی ہے۔

واقعہ:۔ اکابرین دیوبند کے زمانہ میں ایک بزرگ گھر سے سبق پڑھانے دارالعلوم دیوبند تشریف لارہے تھے۔ راستے میں کسی نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ فوراً کلاس میں آکر طلباء سے کہا کہ آج درس کی چھٹی ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ﴿سلام﴾ مٹ چکی ہے اسکو زندہ کرنا ہے۔ لہذا چلو بازار میں پھیل جاؤ۔ اور سلام کو عام کرو۔ کیونکہ میرے نبی کا فرمان ہے کہ جس نے فساد کے زمانہ میں میری ایک سنت زندہ کیا اسکو سو شہدا کا اجر ملے گا۔

سلام کی اقسام:۔ سلام کی تین قسمیں ہیں (1) سلام عند القاء ملاقات کے وقت سلام کرنا (2) عند الوداع رخصتی کے وقت سلام کرنا (3) عند الاستیذان۔ اجازت کیلئے سلام کرنا۔

سلام کے چند آداب:

سلام کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے۔ کہ سلام کے الفاظ صحیح ہوں۔ صحیح الفاظ یہ ہیں۔ السلام علیکم یا سلام علیکم (۲) مخاطب مسلمان ہو۔ چنانچہ جہاں مخاطب کے مسلمان ہونے میں شک ہو تو غالب گمان کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ یعنی اگر غالب ظن یہ ہو کہ مسلمان ہے تو سلام کرے۔ ورنہ نہ کریں۔ (۳) چلتا کھڑے پر سوار پیدل پر سلام کرے گا۔ اس طرح اکثر اقل پر، چھوٹا بڑے پر۔ البتہ بڑے بھی چھوٹوں پر سلام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹوں کو بھی سلام کیا کرتے تھے۔

چند موقعوں پر سلام کی ممانعت :(۱) مسجد میں اگر کوئی عبادت وغیرہ میں مشغول ہو۔ تلاوت ذکر و اذکار میں خلل آنے کی صورت میں سلام کرنا مناسب نہیں (۲) پیشاب پاخانہ اور استنجاء کے وقت کسی کو سلام نہ کرے۔ (۳) کوئی شخص کسی گندگی یا معصیت میں مبتلا ہو (۴) لا آدمی ایسے محو گفتگو ہوں کہ سلام کے فکر میں نہ ہوں۔ (۵) اجنبی عورت جو جوان ہو اور جس سے فتنہ

...ہو۔ (۶) کوئی کھانے پینے میں مصروف ہو ہاں اپنا بے تکلف دوست ہو۔ اور آپ ...کھانے کی اشتہا ہو۔ تو شریک ہونے کی غرض سے سلام استیذان کرسکتا ہے۔ (۷) کافر و غیر ...مسلم پر سلام کی اجازت نہیں۔ اگر وہ سلام کرے تو جواب میں سلام علی من اتبع الھدی کہنا چاہئے ...ایک مجلس میں کافر اور مسلمان سب جمع ہیں تو مسلمان کی نیت کر کے سلام کرنا چاہیے۔
...غائب پر سلام۔ غائب پر بھی سلام ممکن ہے۔ خط کے ذریعہ سے ہو تو جواب میں وعلیکم السلام ...کہنا چاہیے۔ اور کوئی انسان کسی کا سلام عرض کرے تو اس کے جواب میں وعلیک وعلیہ السلام کہنا ...چاہیے۔

...سلام کو رواج دینے سے محبت پھیلے گی۔ معاشرہ بنے گا۔ پھر اس ماحول کی حفاظت کے لئے ...اصولوں کی پابندی لازمی ہوگی۔ اس لئے آگے ان قوانین اور اصولوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

...قانون نمبر ۱۔ کسی کے گھر میں بلا اجازت نہ جاؤ۔ قولہ تعالی یا ایھا الذینامنوا لا تدخلوا ...بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (سورۃ نور رکوع نمبر ۴)

...ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو۔ جب تک ...اجازت نہ لیلو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو۔

...قانون نمبر ۲۔ اندر سے اجازت نہ ہو۔ تو واپس چلے جاؤ۔ قولہ تعالی ۔ فان لم تجدوا ...فیھا احداً فلا تدخلوھا ۔

...ترجمہ۔ پھر جب وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ۔ جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔

...قانون نمبر ۳۔ اگر اندر سے آواز آئے کہ واپس جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ قولہ تعالی ۔ وان ...قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم ۔

...ترجمہ۔ پس اگر تمہیں واپس جانے کا کہا جائے تو واپس چلے جاؤ۔ یہ تمہارے واسطے زیادہ پاکیزگی ...

Scanned with CamScanner

قانون نمبر۴۔مرد نیچی نگاہ کر کے چلیں۔

قولہ تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ترجمہ۔ایمان والوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔

قانون نمبر۵۔عورتیں بھی نگاہ نیچی کر کے چلا کریں۔قولہ تعالی ۔ وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن

ترجمہ۔اور ایمان والیوں سے بھی کہہ دو کہ نگاہ نیچی رکھ کر چلیں۔

قانون نمبر۶۔کسی کو اپنی زیبائش نہ دکھائیں۔ قولہ تعالی ۔ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا۔

(ترجمہ) اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔

قانون نمبر۷۔خمار (اوڑھنی) گریبان پر ڈالا کریں۔قولہ تعالی ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ۔

ترجمہ۔اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالا کریں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بدن کی خلقی زیبائش میں سے سینہ کا ابھار ہے۔اس کی مزید ستر کی تاکید خاص طور پر فرمائی۔اور زمانہ جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔چنانچہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں خمار اور اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر ڈال دیتی تھیں۔اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔تو قرآن کریم نے اسکی اصلاح فرمائی کہ اوڑھنی سر پر ڈال کر گریبان پر ڈالنا چاہیے۔تاکہ اس طرح کان،گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے۔

(خطبات حضرت لاہوریؒ ج۲ص۷۲)

قانون نمبر۸۔اپنی زینت سوائے ان اشخاص کے کسی پر ظاہر نہ کریں۔قولہ تعالی۔

ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن ۔ (الایۃ)

ترجمہ۔اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں پر یا خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے علاقوں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی ضرورت نہیں۔یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔

اظہار زینت میں مراتب:

عورت مذکورہ ان اشخاص کے سامنے اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے۔مگر ان میں بھی فرق مراتب ضروری ہے۔مثلاً جو زینت خاوند کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔وہ دیگر محارم کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی۔یہاں پر فقط یہ چیز واضح کر دی گئی ہے کہ ستر کا جتنا اہتمام اجنبیوں سے ضروری ہے۔اتنا محارم سے نہیں۔یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

قانون نمبر۹۔ایسے طریقے سے چلیں کہ زیور کی جھنکار معلوم نہ ہو۔قولہ تعالی ۔ ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن ۔ الایۃ ۔ترجمہ۔اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔یعنی چلنے میں ایسا طریقہ اختیار نہ کریں کہ زیوروں کی جھنکار کے سننے سے مردوں کا ادھر میلان طبع ہو جائے۔

قانون نمبر۱۰۔کسی کو بے جوڑہ ہونے نہ دو۔قولہ تعالی ۔ وانکحوا الایامی منکم

ترجمہ۔اور نکاح کر دیا کرو۔ان مردوں اور عورتوں کا جو مجرد ہیں تم میں سے۔

قانون نمبر۱۱۔بھلے مانس غلاموں کا بھی نکاح کرا دو۔قولہ تعالی ۔ والصلحین من عبادکم وامائکم ۔ترجمہ۔اور تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں ان کا بھی نکاح کرا دو۔

قربان جاؤں شریعت مطہرہ کے اس آفاقی نظام پر کہ انسان کے اندر شہوانی طاقت کے صحیح راستے بتا

Scanned with CamScanner

کرتمام ناجائز طرق پر پابندی لگادی- انسان کواس پر مجبور نہیں کیا کہ اپنے شہوات کو دبائے رکھے یا ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں- بلکہ خواہشات وشہوات کے پورا کرنے کے لئے متبادل نظام دیا- یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کی بعثت امالہ کے لئے ہوتی ہے- ازالہ کے لئے نہیں- تو اس کا اندازہ اس آیۃ کریمہ سے ہوا کہ خود بھی بے جوڑہ نہ رہے- اور اپنے غلاموں کو بھی بے جوڑہ نہ رہنے دیا تا کہ معاشرہ پر امن اور پر سکون رہے- چنانچہ سورۃ مومنین میں اس شخص کو کامیابی کا شوفکیٹ دیا گیا ہے- جو اپنی شرمگاہ کو ناجائز طریقوں پر شہوت پورا کرنے سے محفوظ رکھتا ہو- اور حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی ضمانت دی ہے- جو اپنی زبان اور شرمگاہ کو حرام کاموں سے بچائے رکھتا ہو- تو شرمگاہ کی حفاظت تب یقینی ہوگی- جب متبادل نظام موجود ہو- اور متبادل نظام قرآن نے پیش کر دیا- اب یہ مسلمانوں کی کمزوری ہے کہ اس نظام سے فائدہ نہیں اٹھاتے- اس لئے تو آج معاشرہ کے اندر خود ساختہ نظام نکاح- جو اپنے بے شمار رواجوں کی وجہ سے ایک بڑا اور مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے- چنانچہ جس معاشرہ میں نکاح آسان نہ ہو- اس میں ضرور لوگ اپنی شہوات کی پیاس کو بجھانے کے لئے زنا کاری، بدفعلی اور اس قسم کے اور ناجائز قدم اٹھانے پر مجبور ہوں گے- جس سے معاشرہ میں عزت وآبرو کی حفاظت مشکل ہوگی- بدآمنی، پریشانی اور شکوک وشبہات کی وجہ سے محبت عداوت میں بدل جائے گی- تو مذکورہ آیۃ مبارکہ میں قرآن نے آسان علاج بتایا کہ خود بھی نکاح کرو- اپنے بچوں کا بھی جب وہ بلوغ کو پہنچ جائیں، لڑکا ہو یا لڑکی اسکا بھی نکاح کرا دو- یہاں تک کہ غلاموں کو بھی بغیر نکاح کے نہ چھوڑو- ورنہ تیرے بچے اگر باوجود وسعت وطاقت کے نکاح سے محروم رہے تو جو ناجائز قدم جب اٹھائیں گے- اس میں ماں باپ کا بھی حصہ ہوگا- کیونکہ بچوں کے ماں باپ پر تین حقوق ہیں- ان میں سے ایک یہ کہ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسکا اچھا نام رکھنا ماں باپ کی ذمہ داری ہے- دوسرا یہ کہ اس کو صحیح تعلیم وتربیت دینا- اور تیرا حق یہ ہے کہ جب بلوغ کو پہنچ جائے تو فوراً مناسب جگہ میں ان کا نکاح کرا دینا-

باقی آئندہ

کتاب کا نام: سلام اور اس کے احکام

مؤلف: حضرت مولانا محمد امین دوست صاحب مدظلہ

ضخامت: ۱۵۵ صفحات

ناشر: اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

تبصرہ نگار: مولانا محمد فاروق غالب

دین اسلام نے فرد اور معاشرے کی اصلاح اور ترقی وفلاح کے لئے جو خطوط کھینچے ہیں۔ اگر ایک انصاف پسند انسان ان عالمگیر اور آفاقی تعلیمات کا مطالعہ کرے۔ تو اسلام کی حقانیت کے لئے یہ خطوط ایک واضح اور بین ثبوت ہیں۔ ماہ وسال کی گردش ہو یا لیل ونہار اور صبح وشام کے انقلابات، ہر وقت اور ہر حالت میں مسلمان کی طرف اسلام کا کوئی نہ کوئی حکم متوجہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نومولود مردے بچے کے ساتھ بھی احکام اسلام متعلق ہیں۔

انسان جب معاشرے میں رہتا ہے۔ تو اس پر چند ذمہ داریاں آتی ہیں۔ اس کو چند چیزوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ تب جا کر اس کی اپنی زندگی بھی خوش گوار گزرے گی۔ اور یہ دوسروں کے لئے سایہ رحمت بنے گا۔ ان منجملہ امور میں "سلام مسنون" بھی ہے۔ جس طرح دنیا کی تمام اقوام اور مذاہب کا آپس میں ملاقات کا ایک خاص طریقہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دین اسلام بھی اپنے ماننے والوں سے یہی تقاضہ کرتا ہے۔ کہ جب مسلمان آپس میں ملاقات کریں۔ تو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سے گفتگو اور ملاقات کا آغاز کریں۔ اس جملے نے اپنے دامن میں کتنی خیر و

برکت کو سمیٹتا ہے؟ مختصر الفاظ اور وسیع مفہوم پر مشتمل اس جملہ کے ذریعے ایک مسلمان کتنے اجرو ثواب کا مستحق بن جاتا ہے؟ کتاب کے مطالعہ سے اس پر انسان مطلع ہو جائے گا۔

زیر تبصرہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ جن میں سلام، مصافحہ، معانقہ اور استیذان کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب کی طباعت اچھی اور جلد بندی مضبوط ہے۔ اسلامی ذخیرہ میں اس کتاب کا اضافہ معاشرتی زندگی کو سنوارنے کے لئے ایک احسن اقدام ہے۔ ہماری دعا ہے کہ رب کریم مؤلف اور اس کی کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

خوشخبری

عقیدہ اہل سنت و جماعت سے منسلک حضرات کے لئے یہ باعث مسرت ہے۔ کہ امام طحاویؒ کی مشہور تصنیف العقیدۃ الطحاویۃ کی اردو شرح تحفہ عثمانیہ کے نام سے منظر عام پر آ چکی ہے۔ یہ مفتی ذاکر حسن نعمانی صاحب کی حسین تالیف ہے۔ جو علماء، طلباء، اور عوام الناس کے لئے یکسر مفید ہے۔ وصولی کے لئے درجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

دارالتصنیف جامعہ عثمانیہ پشاور

بنوں
ٹریڈ مارک برانڈ
معیار میں اعلیٰ
توابل الادم
سولہ اجزاء کا مجموعہ
بنوں
سالن مصالحہ
مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ، کالی، دارچینی، جلوتری، الائچی کلاں، اچورہ، انار دانہ، تیز پتہ، جائفل، لونگ اور ٹماٹر پاؤڈر
تیار کردہ:- حاجی [illegible] الرحمٰن، شاہ ایاز خان
آباد کالونی دلہ زاک روڈ پشاور - پاکستان

Scanned with CamScanner